بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 47

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

شمارہ 53

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

11 رمضان 1419 ہجری 31 فتح 1377 ہش 31 دسمبر 98ء

لندن۔ 26 دسمبر (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

کل حضور انور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے رمضان المبارک کی عظمت و اہمیت بیان کی اور حضور نے زیادہ سے زیادہ شکر گذار بندے بننے کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔ اللھم ایدامامنا بروح القدس

خداہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئی خداہی سے طلب کرنی چاہیئے وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے

.........﴿سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام﴾.........

فدیہ توفیق روزہ کا موجب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اس لئے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خداہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئی خداہی سے طلب کرنی چاہئے وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دُعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں اس لئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشے گا اگر خدا چاہتا تو دوسری اُمتوں کی طرح اس اُمّت میں بھی کوئی قید نہ رکھتا مگر اُس نے قیدیں بھلائی کیلئے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اُسے محروم نہیں رکھتا اور اسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیّت پر ہے مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اس کا دل اس بات کیلئے گریاں ہے تو فرشتے اس کیلئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اُسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ مَیں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں لیکن وہ خدا کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ تکلّف کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس کی رُو سے ساری عمر کو بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے۔ اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اس کی نیّت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا اُسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابلِ قدر شئے ہے"۔

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

فدیہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اگر انسان مریض ہو خواہ وہ مرض لاحق ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا یقیناً مریض بنا دیگا۔ جیسے حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت یا ایسا بوڑھا شخص جس کے قویٰ میں، انحطاط شروع ہو چکا ہے یا پھر اتنا چھوٹا بچہ جس کے قویٰ نشوونما پا رہے ہیں تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور ایسے شخص کو اگر آسودگی حاصل ہو تو ایک آدمی کا کھانا کسی کو دیدینا چاہئے اور اگر یہ طاقت نہ ہو تو نہ سہی ایسے شخص کی نیت ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے روزہ کے برابر ہے۔

اگر روک عارضی ہو اور بعد میں وہ دور ہو جائے تو خواہ فدیہ دیا ہو یا نہ دیا ہو روزہ بہر حال رکھنا ہوگا کیونکہ فدیہ دے دینے سے روزہ اپنے ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ تو محض اس بات کا بدلہ ہے کہ ان دنوں میں باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس عبادت کو ادا نہیں کر سکتا یا اس بات کا شکرانہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عبادت کرنے کی توفیق بخشی ہے کیونکہ روزہ رکھ کر جو فدیہ دیتا ہے وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ روزہ رکھنے کی توفیق پانے پر خدا تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتا ہے اور جو روزہ رکھنے سے معذور ہو وہ اپنے اس عذر کی وجہ سے بطور کفارہ دیتا ہے۔

آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں عارضی اور مستقل ان دونوں حالتوں میں فدیہ دینا چاہئے پھر جب عذر دُور ہو جائے تو روزہ بھی رکھنا چاہئے غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دیدے لیکن سال دو سال تین سال جب بھی صحت اجازت دے اسے حسبِ استطاعت روزہ رکھنا ہوگا۔ سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد وہ ارادہ کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت مستقل طور پر خراب ہو گئی تو ایسی صورت میں فدیہ کفایت کرے گا"۔ (الفضل ۱۰ر اگست ۱۹۴۵ء)

دائمی مسافر اور مریض فدیہ دے سکتے ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کو فرمایا:

"جن بیماروں اور مسافروں کو اُمید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے مثلاً ایک بہت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کے دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گذر جائے گا۔ ایسے شخص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں۔

فدیہ صرف شیخ فانی یا اُس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جا سکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے"۔

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۳)

قارئین بدر کو رمضان المبارک اور نئے سال کی بہت بہت مبارکباد

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله
ہفت روزہ بدر قادیان　اداریہ　31 دسمبر 1998

ایک بہار کے بعد دوسری بہار

ہم اپنی زندگی میں قادیان کے کئی جلسہ ہائے سالانہ میں شریک ہوئے اور ان کے پروگراموں سے لُطف اندوز بھی ہوئے لیکن ۹۸ء کی ۵/۶/۷ دسمبر کو منعقد ہونے والا جلسہ سالانہ معجزات سے بھرپور اپنی ایک عجیب شان رکھتا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد پہلا جلسہ سالانہ تو مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا جس میں تین صد سے زائد نفوس شامل ہوئے پھر موجودہ لنگر خانہ کے مقام پر ۱۹۸۸ء تک سالانہ جلسے منعقد ہوتے رہے۔ اور ہر سال احمدی اپنی شاندار روایت کے ساتھ جلسہ سالانہ میں شامل ہوتے رہے۔

پھر موجودہ جگہ پر سالانہ جلسے ۱۹۸۹ء کے جوبلی سال سے منعقد ہونا شروع ہوئے اس جوبلی جلسہ کے بصیرت افروز پیغام میں حضور انور نے فرمایا تھا کہ:

"اب وقت سال میں ہزاروں بیعتیں کروانے کا نہیں رہا بلکہ لاکھوں بیعتوں کا وقت آچکا ہے۔ ہزاروں بیعتوں کی باتیں تو پچھلی صدی میں رہ گئیں آپ نے جس صدی میں قدم رکھا ہے وہ لاکھوں سالانہ بیعتوں کی صدی ہے"۔ (بدر ۲۵/جنوری ۱۹۹۰ء)۔

دنیا شاہد ہے کہ ۱۹۸۹ء کے بعد سے جب سے جماعت نے دوسری صدی میں قدم رکھا ہے اب تک تیرہ لاکھ سعید روحیں ہندوستان میں بیعت کی سعادت پاکر جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکی ہیں۔ پھر ۱۹۹۱ء میں حضور اقدس قادیان کے جلسہ سالانہ میں بنفسِ نفیس تشریف لائے جس میں ۵۲ ممالک کے ۲۵ ہزار افراد نے شرکت کی۔ وہ دن اور آج کا دن حضور انور کی قادیان میں تشریف آوری کی برکت سے ہر سال قادیان کا سالانہ جلسہ مختلف اعتبار سے ترقیات کی منازل طے کر رہا ہے۔ دیگر ممالک کے احمدی کثیر تعداد میں آنے لگے۔ ہندوستان کے پُرانے احمدیوں کو جلسہ کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ ہوئی۔ پریس، ریڈیو اور ٹی۔وی کی کوریج میں اضافہ ہوا۔ روٹی پکانے کی مشینیں نصب ہوئیں۔ غیر احمدی افراد ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں شامل ہونے لگے۔ جن میں سے کئی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ بالآخر قادیان کے جلسہ سالانہ کو یہ برکت بھی نصیب ہوئی کہ ہر سال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جلسہ کو براہ راست ایم-ٹی-اے سے مخاطب ہونے لگے جس سے نہ صرف شرکاء جلسہ کو فائدہ ہوا بلکہ دنیا بھر کے انسان حضور کے ان زندگی بخش خطابات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ قادیان کے سالانہ جلسے اپنا سفر طے کرتے رہے بالآخر ۹۸ء کا جلسہ سالانہ آیا جس میں بھارت میں دعوت الی اللہ کے تعلق سے کی جانے والی کوششوں کا عظیم الشان نتیجہ منظرِ عام پر آیا کہ اس روحانی جلسہ میں شریک ہونے والوں نے پہلی مرتبہ دس ہزار نو مبائعین کے چہروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، جی ہاں دس ہزار سے زائد نو احمدی نہایت جوش و خروش اور روحانی جذبوں سے بھرپور ہندوستان کے قریباً تمام صوبوں سے شامل ہوئے۔ ان نو احمدیوں نے یہاں آکر جہاں غیر احمدی ملاؤں کی طرف سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا وہیں جبہ پوش ملاؤں کے سفید جھوٹ بھی اُن پر صاف ظاہر ہو گئے۔

ہم نے ان نئے احمدیوں میں گھل مِل کر دیکھا ہے کہ کس طرح وہ ایمانی جذبہ سے سرشار تھے اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے کہ انہیں امام مہدی علیہ السلام کو قبول کرنے اور پھر قادیان کے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ مختلف صوبوں سے تعلق رکھنے والے نو احمدی اس طرح ایک دوسرے سے خوش ہو کر مصافحے و معانقے کر رہے تھے گویا سالوں کے بچھڑے بھائی اکٹھے ہو گئے ہوں سب ایک دوسرے کو اپنی اپنی ایمان افروز داستانیں سُنا سُنا کر ایمان کی حرارت اور توانائی حاصل کر رہے تھے۔

مختلف قسم کی باتیں جو یہ لوگ آپس میں کر رہے تھے ان میں مشترک طور پر یہ بات نمایاں تھی کہ انہیں قادیان کے جلسہ میں آنے سے روکنے کی پُر زور کوششیں کی گئیں۔ ہر ایک ایک دوسرے سے یہی کہہ رہا تھا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہم ان روکنے والوں کی رکاوٹوں کے باوجود قادیان پہنچ گئے ورنہ بہت بڑے گھاٹے میں رہتے۔

ان نئے احمدیوں نے بتایا کہ کس طرح انہیں بسوں سے اُتارنے کی کوششیں کی گئیں۔ واپسی پر بائیکاٹ کی دھمکیاں دی گئیں مارکاٹ اور قتل کی دھمکیوں سے خوف و ہراس پھیلایا گیا لیکن ان سب دشوار گزار پہاڑوں کو پار کر کے یہ لوگ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مزار مبارک پر آپ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام کہنے پہنچے ہیں۔ اس سے ہمیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد آئی جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم برف کے پہاڑوں پر بھی ہو اور گھٹنوں کے بل بھی تمہیں جانا پڑے تو تم امام مہدی علیہ السلام کو میرا سلام پہنچانا اور ان کی بیعت کرنا۔ گویا برف کے ان دشوار گزار پہاڑوں سے مراد مشکلات اور کٹھنائیوں کے برفیلے پہاڑ تھے جنہیں عبور کر کے یہ نو مبائعین اس جلسہ میں پہنچے۔ اس بار کی ایک خاص بات یہ تھی کہ عوام کے ساتھ ساتھ علماء بھی جلسہ میں شریک ہوئے اور حقیقت کو جان کر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو گئے ان میں دیوبندی عالم بھی تھے اور بریلوی عالم بھی۔

جہاں تک حق کے راستہ پر چلنے والوں کو روکنے کا بد عمل ہے تو یہ کام حضرت آدمؑ کے زمانہ سے شیطان کی خصلت میں شامل ہے۔ جس نے حضرت آدمؑ پر ایمان لانے والوں سے کہا تھا۔

لاَ قْعدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْم (الاعراف:۱۷)

کہ میں صراط مستقیم کے سامنے روک بن کر بیٹھ جاؤں گا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ کے مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ ولایصد نکم الشیطان اِنَّهٗ لکم عدوٌ مبین کہ اے ایمان والو شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے تم کو حق کے راستہ پر چلنے سے وہ روک نہ دے۔

پس حق کے راستہ پر کھڑے ہو کر جھوٹ بول بول کر قادیان آنے والوں کو روکنے والے جو یہ کہتے رہے کہ قادیان میں بم پھٹیں گے لاشیں بکھریں گی۔ تم کو کافر بنا دیا جائے گا اب مذکورہ آیات کی روشنی میں اپنے متعلق قرآنی فتوی پر غور کریں۔ کیا ایسے لوگ شیطان یا شیطان کی اولاد کہلائے جانے کے مستحق نہیں؟

جہاں تک نو احمدی بھائیوں کا تعلق ہے ان سے تو بس یہی عرض کرنا ہے کہ وہ خزاں سے نکل کر بہار کے موسم میں داخل ہو چکے ہیں اور اب جلسے کے روحانی ماحول کے بعد انہیں رمضان المبارک کا مقدس ماحول اپنے اپنے گھروں میں نصیب ہے۔ اور ہمیں اُمید ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس جلسہ سالانہ کو بے شمار معجزات سے بھر دیا تھا۔ ہمارا یہ رمضان بھی عظیم الشان برکات و معجزات پیچھے چھوڑ جائے گا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ ۱۸/دسمبر ۱۹۹۸ء میں تمام دنیا کے احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ وہ اس رمضان میں اس قدر گریہ وزاری کریں اور خدا کے فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رمضان کو پاکستان کے مظلوم احمدی بھائیوں کیلئے ایک فیصلہ کن رمضان بنا دے اگر ہم نے حضرت امیر المومنین کی اس آواز پر لبیک کہا تو اُمید کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رمضان کو دنیائے احمدیت کیلئے ایک فیصلہ کن رمضان بنا دے گا۔ انشاء اللہ

پس جلسے کی بہار کے بعد اب رمضان کی بہاریں مومنین کو مبارک ہوں۔

(منیر احمد خادم)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا درس القرآن

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز ہندوستانی وقت کے مطابق رمضان المبارک میں روزانہ پونے پانچ بجے سے سوا چھ بجے تک قرآن مجید کا درس ارشاد فرما رہے ہیں۔ جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر Live ٹیلی کاسٹ ہو رہا ہے حضور انور کا یہ درس سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۷ سے شروع ہو چکا ہے۔

احباب کرام زیادہ سے زیادہ اس درس سے استفادہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کا ہر آن حافظ و ناصر ہو۔ آپ کے ارشادات پر دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

زکوٰۃ

☆-زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔
☆-ہر صاحب نصاب مسلمان مرد اور عورت پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔
☆-زکوٰۃ مومنوں کے اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔
☆-ادائیگی زکوٰۃ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت حاصل ہوتی ہے۔
☆-یہ صرف روحانی بیماریوں ہی کا علاج نہیں بلکہ ظاہری تکالیف اور مصائب و آلام سے بھی نجات پانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔
☆-کوئی بھی دوسرا چندہ زکوٰۃ کے قائم مقام متصور نہیں ہو سکتا۔
☆-سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی رو سے "زکوٰۃ" کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئے۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

جماعتی چندوں کیلئے
انکم ٹیکس سے استثنا کی سہولت

عہدیداران و احباب جماعت احمدیہ بھارت کی آگاہی کیلئے تحریر ہے کہ حکومت ہند کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ کے چندہ دہندگان کو بھی ان کے اداشدہ چندوں کو انکم ٹیکس ایکٹ 1961 کی سیکشن 80 G کے تحت 1.4.98 تا 31.3.2000 یعنی دو سال کیلئے انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ لہذا ایسے تمام احباب جماعت جو اس زمرہ میں آتے ہیں اور اس سہولت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں وہ مقامی سیکرٹری مال کی تصدیق کے ساتھ دوران سال اداشدہ اپنے چندوں کی مدوار تفصیل نظارت ہذا کو بھجوا کر Incom Tax Exemption سرٹیفکیٹ حاصل کر سکتے ہیں۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

طالب دُعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

خطبہ جمعہ

جب بھی دل میں اسلام اور بنی نوع انسان کا درد اٹھے تو اس کے نتیجے میں جو دعائیں پیدا ہوتی ہیں وہ بہت طاقتور ہوتی ہیں

محض خشوع و خضوع اور آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کو نیک بندوں کی علامت قرار نہیں دیا جا سکتا

(حیا کے مضمون کی قرآن و حدیث کے حوالہ سے مختلف تفاصیل کا بیان)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۳؍ اکتوبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۳؍ اخاء ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ. اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ. وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلاَّ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ. الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

(سورۃ البقرہ: ۴۵ تا ۴۷)

ان آیات سے تعلق رکھنے والی احادیث کا بیان بھی گزر چکا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات بھی اکثر میں پڑھ چکا ہوں۔ جو چند اقتباسات باقی ہیں آج انہی سے خطبہ شروع ہو گا۔ اس میں پہلا حصہ تو ایسا ہے جو پہلے بھی پڑھا جا چکا ہے مگر آخر پر جو مضمون بیان ہوا ہے وہ اس سے مختلف ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "بہت سے ایسے فقیر میں نے بچشم خود دیکھے ہیں اور ایسا ہی بعض دوسرے لوگ بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ کسی دردناک شعر کو پڑھنے یا دردناک نظارہ دیکھنے یا دردناک قصہ کے سننے سے اس جلدی سے ان کے آنسو گرنے شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ بعض بادل اس قدر جلدی سے اپنے موٹے موٹے قطرے برساتے ہیں کہ باہر سونے والوں کو رات کے وقت فرصت نہیں دیتے کہ اپنا بستر بغیر تر ہوئے کے اندر لے جا سکیں"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۹۴)

یہ جو تشریح فرمائی ہے بہت ہی دلچسپ ہے اور راتوں کو باہر سونے والے، جیسا کہ ربوہ میں ہم گرمیوں میں باہر ہی سویا کرتے تھے، ان کو اس بات کا تجربہ ہے کہ بعض دفعہ بارش اتنا زور سے، اتنا اچانک برستی ہے کہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ اپنے بستر کے کپڑے سنبھال لے، سنبھالتے سنبھالتے وہ گیلے نہ ہو چکے ہوں تو اندر اکثر بھیگے ہوئے بستر ہی پہنچا کرتے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی بڑے غور سے دیکھتے اور موقع اور محل پر اس یاد کو استعمال فرمایا کرتے تھے چنانچہ اس موقع پر بھی آپؑ نے فقیروں کی آنکھوں سے گرنے والے قطروں کی بہت ہی پیاری مثال دی ہے۔ یعنی ان کے قطرے تو پیارے نہیں ہیں جو گرتے ہیں مگر مثال بہت عمدہ ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ واقعۃً بعض لوگ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں آپ نے خود دیکھے ہیں کہ اچانک ان کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ کہاں سے آئے، کب پیدا ہوئے کچھ سمجھ نہیں آتی۔

آگے جا کر فرماتے ہیں، "میں اپنی ذاتی شہادت سے گواہی دیتا ہوں کہ اکثر ایسے شخص میں نے بڑے مکار بلکہ دنیاداروں سے آگے بڑھے ہوئے پائے ہیں اور بعض کو میں نے ایسا خبیث طبع اور بد دیانت اور ہر پہلو سے بدمعاش پایا ہے کہ مجھے ان کی گریہ وزاری کی عادت اور خشوع و خضوع کی خصلت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے کہ کسی مجلس میں ایسی رقت اور سوز و گداز ظاہر کروں"۔ یعنی سوز و گداز پیدا بھی ہو تو بمشکل ضبط کرتا ہوں اور ضبط کرنے کی کوشش کرتا ہوں کیونکہ ایسے بدبختوں کا نظارہ کیا ہوا ہے اور ان کی یاد حائل ہو جاتی ہے اس بات میں کہ میں بے اختیار اپنے دل سے اٹھنے والے سوز و گداز کو اجازت دوں کہ وہ آنکھوں سے برسے۔

"ہاں کسی زمانے میں خصوصیت کے ساتھ یہ نیک بندوں کی علامت تھی"۔ اب تو بدوں سے دنیا بھر گئی ہے کسی زمانے میں نیک لوگ یہ کیا کرتے تھے اور ان پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ "مگر اب تو اکثر یہ پیرایہ مکاروں اور فریب دہ لوگوں کا ہو گیا ہے۔ سبز کپڑے، بال سر کے لمبے، ہاتھ میں تسبیح، آنکھوں سے دمبدم آنسو جاری"۔ یہ نظارہ پاکستان کے فقیروں کو جس نے دیکھا ہو یا بنگلہ دیش کے فقیروں کو دیکھا ہو وہ گواہی دے گا کہ بعینہ یہی کیفیت ہوتی ہے لوگوں کی۔ "لبوں میں کچھ حرکت گویا ہر وقت ذکر الٰہی زبان پر جاری ہے اور ساتھ ساتھ اُس کے بدعت کی پابندی۔ یہ علامتیں اپنے فقر کی ظاہر کرتے ہیں مگر دل مجذوم، محبت الٰہی سے محروم"۔ مجذوم وہ جسے کوڑھ ہوا ہو۔ محبت الٰہی کی علامتیں ظاہر کرتے ہیں مگر کوڑھی دل سے محبت الٰہی کیسے اٹھ سکتی ہے۔

"دل مجذوم مگر محبت الٰہی سے محروم۔ اِلاَّ مَا شَاءَ اللّٰہ۔ راست باز لوگ میری اس تحریر سے مستثنیٰ ہیں۔ جن کی ہر ایک بات بطور جوش اور حال کے ہوتی ہے"۔ وہ لوگ جو دل کے طبعی جوش سے بغیر کسی بناوٹ سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں فرمایا وہ لوگ مستثنیٰ ہیں۔ جو "بطور جوش اور حال کے ہوتی ہے نہ بطور تکلف اور قال کے"۔ تکلف کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ دکھاوا ہے بناوٹ ہے اور حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور قال سے مراد ہوتی ہے کہنا، صرف کہنے کی باتیں ہیں حقیقت کی باتیں نہیں ہیں۔ "بہر حال یہ تو ثابت ہے کہ گریہ وزاری اور خشوع و خضوع نیک بندوں کے لئے کوئی مخصوص علامت نہیں"۔ یعنی ان باتوں کو دیکھنے کے بعد ایک بات تو قطعیت سے ثابت ہو جاتی ہے کہ **محض خشوع و خضوع اور آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کو نیک بندوں کی علامت قرار نہیں دیا جا سکتا۔**

"بلکہ یہ بھی انسان کے اندر ایک قوت ہے جو محل اور بے محل صورتوں میں حرکت کرتی ہے"۔ پس یہ قوت طبعیہ جس کے نتیجے میں دل حرکت میں آتے ہیں اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں یہ دونوں صورتوں میں ہمیں جلوہ گر دکھائی دیتی ہیں بدوں کی صورتوں میں بھی اور نیکوں کی صورتوں میں بھی لیکن ان کی پہچان الگ الگ ہے اور سب سے زیادہ وہ شخص خود جانتا ہے جس کے دل سے ذکر الٰہی کے وقت محبت جوش مارتی ہے اور آنکھوں سے برستی ہے یا نہ بھی برسے تو زور اتنا مارتی ہے کہ گویا برس ہی جائے گی۔ تو اس پہلو سے اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہنا چاہئے کہ کیا ہمارے دل واقعۃً ایسے ہی ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ گویا اللہ کی رضا کی نگاہیں ہر وقت ان پر پڑتی ہوں۔

ایک اور اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میں نے ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۵۹ سے لیا ہے یعنی جدید ایڈیشن میں یہ صفحہ درج ہے۔ آپ فرماتے ہیں "ابتدائے اسلام میں جو کچھ ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جو کہ مکے کی گلیوں میں خدا تعالیٰ کے آگے رو رو کر آپؐ نے مانگیں"۔ اب گلیوں میں رو رو کر مانگیں۔ ایک تو اس سے آپؐ کی دردناک کیفیت کا اظہار ہوتا ہے، ایسی دردناک کیفیت کہ اسے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندے کے تعلق میں نظر انداز کر ہی نہیں سکتا تھا۔ دوسرے گلیوں میں رونا تو بظاہر دکھاوے کی علامت ہوتی ہے مگر کچھ لوگ دکھاوے بھی کرتے ہیں اور کچھ بے اختیار ہو کے روتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ دوسری قسم کی مثال ہے کہ آپؐ بے اختیار ہو کر روتے تھے اور اس کا نتیجہ کیا ہوا خدا تعالیٰ کے آگے رو رو کر جو دعائیں آپ نے مانگیں۔ "جس قدر عظیم الشان فتوحات ہوئیں کہ تمام دنیا کے رنگ ڈھنگ کو بدل دیا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی

دعاؤں کا اثر تھا ورنہ صحابہ کی قوت کا تو یہ حال تھا کہ جنگ بدر میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کے پاس صرف تین تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی۔ یہ کیفیت تھی ان کی کمزوری کی۔ تو جو کچھ بھی انقلاب برپا ہوا وہ صحابہ کی قوت سے نہیں بلکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں ہی سے ہوا۔

پس اس میں ایک سبق ہم سب کے لئے یہ ہے کہ **جب بھی دل میں اسلام اور بنی نوع انسان کا درد اٹھے تو اس کے نتیجے میں جو دعائیں پیدا ہوتی ہیں وہ بہت طاقتور ہوتی ہیں،** اور اگر درد نہ اٹھے یا بناوٹ سے اٹھے تو کوئی دعا بھی نہیں بنتی۔ اس کے نتیجے میں کبھی دنیا میں انقلاب برپا نہیں ہوا۔

تو جب تک بنی نوع انسان کے لئے گداختہ دل انسان پیدا نہ کرے، **ایسا دل جس میں سچی ہمدردی ہو، کسی کا غم کسی دوسرے زمین کے کنارے پر ہو اور اس کے دل کو ستائے اگر ایسا دل ہے تو ایسے دل سے اٹھنے والی دعائیں خواہ آنسو نہ بھی نکل رہے ہوں پھر بھی مقبول ہوتی ہیں۔** پس اس کیفیت کو مضبوطی سے پکڑ لیں، حرزِ جان بنالیں، اس سے کبھی الگ نہ ہوں کیونکہ ہم نے دنیا میں بڑے بڑے انقلابات پیدا کرنے کا اعادہ کر رکھا ہے، ارادہ کر رکھا ہے۔ اور اعادہ غلطی سے کہا مگر اصل میں اعادہ ہی کہنا چاہئے تھا کیونکہ پہلے انقلابات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں برپا ہو گئے تو اب انہی انقلابات کے اعادہ کرنے کا ہم نے ارادہ کر رکھا ہے۔

ایک اور اقتباس آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۸۵ سے لیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "اللہ جل شانہ سے وہ لوگ ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت اور قدرت اور احسان اور حسن وجمال پر علم کامل رکھتے ہیں۔ خشیت اور اسلام درحقیقت اپنے مفہوم کی رو سے ایک ہی چیز ہے کیونکہ کمالِ خشیت کا مفہوم اسلام کے مفہوم کو مستلزم ہے۔ پس اس آیت کریمہ کے معنوں کا مآل اور ماحصل یہی ہوا کہ اسلام کے حصول کا وسیلہ کاملہ یہی علمِ عظمتِ ذات وصفاتِ باری ہے"۔

اب یہ عبارت عام لوگوں کے لئے جو اردو اور دین کا گہرا علم نہ رکھتے ہوں ان کے لئے سمجھنا مشکل ہے اس لئے خطبہ تو تمام احمدیوں کے لئے ہوتا ہے اس لئے میں اس کو ذرا تشریح سے سمجھانا چاہتا ہوں۔ "اللّٰہ جَلَّ شَانُہ"۔ جب ہم کہتے ہیں اللّٰہ جَلَّ شَانُہ تو مراد ہے وہ اللہ جس کی شان بہت بلند ہے۔ "اللہ جل شانہ سے وہ لوگ ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت اور قدرت"۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت جو ساری کائنات پر اور اس سے پرے وسیع ہے اور "قدرت" یعنی جس کے اندر یہ طاقت ہے ہر وقت اور ہر لحہ کہ وہ اپنی قدرت کے کاروبار دکھاتا ہے اور قدرت کی رونمائی اس طرح کرتا ہے کہ ہمیں نہ بھی علم ہو تو ہم سے بے نیاز وہ اپنی قدرت کے جلوے دکھا رہا ہے۔ جتنی کائنات میں وسعت ہے اس کی طرف عظمت نے اشارہ فرمادیا۔ یعنی عظیم کائنات ہے یا اس کی مخلوقات عظیم ہیں اور ان سب میں اس کی قدرت کی جلوہ نمائی ہے خواہ ہمیں اس جلوہ نمائی کا علم ہو یا نہ ہو۔

"اور احسان اور حسن" دو باتیں اس کائنات پر نظر ڈالنے سے یقینی طور پر علم میں آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو بھی قدرت نمائی اس نے فرمائی ہے، جو بھی تخلیق کی ہے اس میں احسان سے کام لیا ہے۔ "احسان" کسی غریب پر، کسی بے بس پر رحم کرنے کے نتیجے میں جو سلوک آپ اس سے کرتے ہیں اس کو کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی کیا ہم سب کے لئے وہ بطور احسان کے کیا ہے نہ کہ ہمارا اس پر حق تھا۔ اور یہ احسان کائنات کے ذرّے ذرّے میں دکھائی دیتا ہے۔ اس مادے میں بھی دکھائی دیتا ہے جس مادے میں ہم سمجھتے ہیں کہ احساس کی طاقت نہیں ہے۔ وہ نہیں سمجھتا کہ میں کیسے اس احسان کا شکریہ ادا کروں مگر قرآن کریم کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مادے میں بھی ایک احساس کا مادہ ضرور ہے۔ وہ ایسا مادہ ہے جسے ہم سمجھ نہیں سکتے مگر اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے اور کوئی احسان بھی اس کا ایسا نہیں کہ جس پر ہو اس کو اس کا احساس نہ ہو۔ یہ بھی ایک عجیب قدرت نمائی ہے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق احسان اور حسن، احسان تو ہے اُس مادے پر، اس شخص پر، اس ذات پر جس کو اس نے عظیم قدرت سے پیدا فرمایا اور اس احسان کو دیکھنے کے لئے ہمیں اس میں ایک حسن بھی دکھائی دیتا ہے۔ پس وہ جو صرف دیکھ رہے ہیں، دوسروں کو دیکھ رہے ہیں وہ غور کریں تو اللہ تعالیٰ کی ہر صنعت میں ایک حسن ہے۔ اور وہ حسن نظروں کو چندھیا دینے والا حسن ہے اور جمال بھی ہے، حسن اور جمال۔

روایتی
زیورات
جدید فیشن
کے ساتھ

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان : 0092-4524-212515
رہائش : 0092-4524-212300

☎ 543105
STAR
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

حسن دراصل فطرت کے اندر جو گوندھی ہوئی خصلتوں کی خوبصورتی ہے زیادہ تر اس کو حسن کہتے ہیں۔ لیکن حسن ظاہر میں بھی، نقوش میں بھی دکھائی دیتا ہے مگر اگر زیادہ احتیاط سے لفظ بولے جائیں تو جو ظاہری خوبصورتی رکھتا ہے اس کو جمال کہتے ہیں۔ تو جب آپ کسی شخص کی تعریف کریں کہ اس کے حسن وجمال سے ہم بہت متاثر ہیں تو مراد یہ ہے کہ صرف ظاہری دکھائی دینے والے حسن سے نہیں بلکہ اس کی فطرت کے حسن سے، اس کی عادات کے حسن سے، اس کی بول چال سے، اس کے ذہن اور دل کی قوتوں سے۔ ان سب پر لفظ حسن چھپایا ہوا ہے، ان سب سے ہم متاثر ہیں جب ہم یہ کہنا چاہیں تو کہیں گے اس کے حُسن سے ہم متاثر ہیں۔ اور اس کے ساتھ جب جمال کا لفظ بولتے ہیں تو ظاہری حسن جو اس میں ہوتا ہے اس کے لئے جمال کا لفظ استعمال کر کے اسے حسن سے ذرا الگ کر دیتے ہیں کہ ظاہر میں بھی خوبصورت، باطن میں بھی خوبصورت، اس کا اندر باہر خوبصورت ہے، اس کا ظاہر بھی، اس کا چھپا ہوا بھی سب خوبصورت ہے۔

تو فرمایا "اور احسان اور حسن وجمال پر علم کامل رکھتے ہیں"۔ علم کامل کون رکھتے ہیں جو ڈرتے ہیں اور جو ڈرتے ہیں وہ تبھی ڈرتے ہیں کہ علم کامل رکھتے ہیں ورنہ علم کامل نہ ہونے کے نتیجے میں خوف بھی کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ جتنا علم ناقص ہوا اتنا خوف کم ہوتا جاتا ہے۔ اب آپ دیکھ لیں کسی چیز کے گزند سے آپ پوری طرح واقف نہ ہوں، یہ پتہ ہو کہ یہ کھانے میں ذرا بدمزہ ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ یہ بدمزہ زہر ہے جو آپ کو ہلاک بھی کر سکتا ہے تو بعض دفعہ یونہی چکھنے کے لئے آپ منہ مار بھی دیتے ہیں۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خشیت کا تعلق، اس کے ساتھ خوف کا تعلق علم کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پکڑ کے اتنے رستے ہیں، ایسے ایسے رستوں سے وہ آتا ہے اور گھیر لیتا ہے کہ انسان کا تصور بھی ان تک نہیں پہنچ سکتا۔

تو وہ خدا کے کامل بندے جن کو علم ہو کہ اللہ کی شان کیا ہے، جو اس کی قدر پہچانتے ہوں اور اس کی قدر پہچاننے کے لئے قرآن کریم نے اتنا کثرت سے اس مضمون کو کھول کھول کر بیان فرمادیا ہے کہ کوئی بھی عذر انسان کے پاس باقی نہیں رہا۔ تو فرماتے ہیں "اور حسن وجمال پر علمِ کامل رکھتے ہیں"۔ کامل کا لفظ جو فرمایا ہے یہ اس لئے فرمایا ہے کیونکہ ان ڈرنے والوں کا ذکر ہے جو کامل ڈرنے والے ہیں۔ جب ڈرنے والے کامل ہوں تو حسن وجمال بھی کامل ہونا چاہئے۔ اگر ڈرنے والے ناقص ہوں تو حسن وجمال کا علم بھی ناقص ہوگا۔ یہ لازم ملزوم ہیں۔

"خشیت اور اسلام درحقیقت اپنے مفہوم کی رو سے ایک ہی چیز ہے کیونکہ کمال خشیت کا مفہوم اسلام کے مفہوم کو مستلزم ہے"۔ جو لازم ملزوم کا میں نے محاورہ بولا تھا یہی وہ لفظ ہے مستلزم جو اس کو ظاہر فرما رہا ہے۔ اسلام بھی خشیت ہی کا دوسرا نام ہے۔ اسلام ہی علم کامل کا دوسرا نام ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام علم کامل کا دوسرا نام کیسے ہو گیا یہ مفہوم غور کرنے اور سمجھنے کے لائق ہے۔ اسلام کا عام معنیٰ تو یہی ہے کہ ہم نے تسلیم کرلیا، اس کے سامنے اپنا سر خم کر دیا اور اسلام کا دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ کسی کو سلامتی کا پیغام دیا کہ ہماری طرف سے تمہیں سلامتی پہنچے گی۔

اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کی رضا سے راضی ہو جانے کا تعلق ہے اسلام کا یہ مفہوم بالکل ظاہر وباہر ہے۔ اور اللہ کو ہم سے سلامتی کیسے پہنچ سکتی ہے، وہ تو خود سلام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری طرف سے اللہ کو ہمیشہ سلامتی کی خبر پہنچے گی۔ ہم اس کی خاطر جب دنیا کے لئے سلامتی کے ضامن ہو جائیں گے تو اللہ کے حضور اسلام اسی کی دوسری صورت ہے۔ اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کا پیغام پہنچا ہی نہیں سکتے جب تک کہ اس کے سلام ہونے پر غور نہ کریں اور یہی معنیٰ ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں بیان فرمانا چاہتے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اللہ چونکہ سلام ہے اس لئے اس سلام کے حضور اپنی تسلیم کی گردن خم کرنے کا نام اسلام بھی ہے اور خشیت بھی۔ کیونکہ اللہ کی سلامتی کا تصور جب آپ کرتے ہیں کن معنوں میں وہ سلام ہے تو اس میں وہ تمام خوبیاں پیش نظر رکھنی پڑتی ہیں جن کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو کوئی ضرر نہ پہنچ سکے اور جہاں جہاں ضرر پہنچ سکے گا وہاں ظاہر ہے کہ انسان کے لئے خوف کا مقام ہوگا۔ تو اللہ اگر کسی کو ضرر پہنچائے گا باوجود سلام ہونے کے تو لازماً اس کے اندر کوئی کمزوری اور کوئی خرابی پائی جاتی ہے جس کے نتیجے میں مجسّم سلام ہونے کے باوجود وہ اسے کوئی ضرر پہنچاتا ہے۔

یہ اگرچہ باریک اور پیچ دار مضمون دکھائی دیتا ہے مگر ہے بالکل درست اور اسی طرح۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ ظاہر فرمانا چاہتے ہیں کہ جب تم اللہ کو سلام جانتے ہوئے، اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے پھر بھی دیکھتے ہو کہ اس کی طرف سے بعض چیزوں کو ضرر پہنچتا ہے تو اتنا ہی زیادہ خوف کا مقام پیدا ہو جاتا ہے یعنی سلام سمجھنے کے نتیجے میں بے خوفی آتی ہے اور جہاں جہاں وہ سلام نہ پہنچ رہا ہو اس کے نتیجے میں ایک خوف پیدا ہونا چاہئے کہ خدا نہ کرے ہم بھی تو ایسے نہیں کہ جنہیں خدا اپنے سلام سے محروم کر دے۔ یہ مضمون جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگرچہ پیچدار ہے مگر بالکل واضح اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے عارف باللہ پر تو یہ ایک ہی مضمون کے دو نام ہیں۔

فرمایا "کمال خشیت کا مفہوم اسلام کے مفہوم کو مستلزم ہے۔ پس اس آیت کریمہ کے معنوں کا مآل اور ماحصل یہی ہوا کہ اسلام کے حصول کا وسیلہ کاملہ یہی علمِ عظمتِ ذات وصفاتِ باری ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام بہت لوگوں نے پڑھی ہوگی کبھی ایک دفعہ کبھی دو کبھی تین دفعہ۔ مگر یہ نمونہ میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں کمالاتِ اسلام کی بات کرتے ہیں اس کے لئے آئینہ دکھاتے ہیں تو ان کمالات کو سمجھنے کے لئے انسان کو کچھ نہ کچھ صاحبِ کمال بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جتنا وہ صاحبِ کمال بننے میں کوتاہی کرے گا اتنا ہی اس آئینے میں کم جلوہ دیکھے گا۔ آئینہ تو گندہ نہیں ہے مگر نظر دھندلائی ہوئی ہے۔ پھر بعض

دفعہ تو آئینہ دیکھنے میں اس لئے شکل خراب آتی ہے کہ آئینہ دھندلایا ہوا ہوتا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو آئینہ دکھایا ہے کمالاتِ اسلام کا اس میں کوئی بھی کسی قسم کا عیب نہیں، کوئی دھندلاہٹ نہیں مگر دیکھنے والے نظریں مختلف رکھتے ہیں۔ بعض لوگ بے چارے جو کسی آنکھ کی بیماری کا شکار ہوں بعض دفعہ بالکل آئینہ قریب کر کے دیکھتے ہیں اور بمشکل ان کو دکھائی دیتا ہے کہ نقص کیا ہیں یا جمال ہے تو کیا ہے۔ تو آپ کو بھی آئینہ کمالاتِ اسلام کا مطالعہ کرتے وقت اسی طرح گہرائی سے اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

اب یہ آخری اقتباس جو میں نے اس مضمون میں چنا ہے وہ ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن سے لیا گیا ہے۔ "آنسو کا ایک قطرہ بھی دوزخ کو حرام کر دیتا ہے"۔ اب اس سے پہلے آپ نے ان موٹے موٹے قطروں کی باتیں سنی ہیں جو ہر وقت موسلادھار بارش کی طرح برس رہے ہوتے ہیں اور ایک قطرہ وہ بھی ہے جو اکیلا ہی اس بات کے لئے کافی ہے کہ اس قطرہ ٹپکانے والے پر جہنم حرام ہو جائے۔ وہ کیا قطرہ ہے، کیسی صورت میں وہ قطرہ گرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "ہاں اگر اللہ کی عظمت و جبروت اور اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہو"۔ اور یہ ساری پہلی باتیں اسی تعلق میں بیان ہو چکی ہیں یہ غلبہ کیسے ہوتا ہے۔ اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہو اور اس میں ایک رقت اور گداز ش پیدا ہو کر خدا کے لئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے تو یقیناً دوزخ حرام کر دیتا ہے۔ "پس انسان اسی سے دھوکہ نہ کھائے کہ میں بہت روتا ہوں اس کا فائدہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آنکھ دکھنے آجائے گی اور یوں امراضِ چشم میں مبتلا ہو جائے گا"۔

اب یہ دو باتیں بظاہر تضاد رکھتی ہیں ایک جگہ فرمایا کہ ایک قطرہ بھی جہنم کو حرام کرنے کے لئے کافی ہے اور ساتھ ہی فرمایا "پس انسان اس سے دھوکہ نہ کھائے کہ میں بہت روتا ہوں"۔ فرمایا جس قطرے کی میں بات کر رہا ہوں وہ محض آنکھ سے گرنے والا آنسوؤں کا قطرہ نہیں اس کی کچھ اور صفات ہیں جو دل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور کیوں اٹھا دل سے؟ اس مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے ورنہ آنسوؤں سے گرنے والے قطروں کی تو بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ وہ آنسوؤں سے گرنے والے قطرے جہنم سے نجات دینے کے لئے کافی نہیں ہیں حالانکہ ان میں بہت سے آنسو ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو تکلف کے بغیر دل سے اٹھے ہوئے ہوں۔ ان آنسوؤں میں اور اس آنسو کے قطرے میں کیا فرق ہے۔ وہ فرق یہ ہے۔

"اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہو اور اس میں ایک رقت اور گداز ش پیدا ہو کر خدا کے لئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے"۔ جب خشیت کا غلبہ دل میں ہو تو اس سے مراد دائمی غلبہ ہے۔ ایک ایسا وقت آجائے کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی خشیت دل پر غالب آچکی ہو اور جب ایک دفعہ وہ خشیت غالب آجائے تو پھر اس کی واپسی ممکن نہیں ہوا کرتی اور ایسی زندگی انسان کو خود بتاتی ہے کہ اس میں بعض اوقات ایک قطرہ وہ تبدیلی پیدا کر دیتا ہے جو اس کے دل سے اٹھنے والی موسلادھار بارشیں نہ کر سکیں۔ تو **اس قطرے کی تلاش رکھنی چاہئے جو ایسی خشیت کے نتیجے میں ہو جو آکر ٹھہر جایا کرتی ہے۔** پھر دل کا یہ موسم بدلا نہیں کرتا کیونکہ اللہ کا خوف اس کی عظمت کو پہچاننے کے نتیجے میں دل پر طاری ہوتا ہے۔

فرماتے ہیں اگر ایسا نہیں کرو گے تو روتے روتے آنکھیں دکھالو گے اس سے زیادہ تو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ "میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ لیکن یہ گریہ و بکا نصیب نہیں ہوتا جب تک خدا کو خدا اور اس کے رسول کو رسول نہ سمجھے اور اس کی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو"۔ تو یہ جو ساری باتیں ہیں آخری فقرے کی وہ میں پہلے خطبات میں بیان کر چکا ہوں اس لئے اس آیت کریمہ سے متعلق جو میں نے آپ کو نصیحتیں کرنی تھیں وہ اس آخری فقرے پر مکمل کرتا ہوں۔

اب یہ دوسری آیت کریمہ ہے جس کا حیا سے تعلق ہے۔ اس مضمون کو بھی تفصیل سے سمجھانے کی ضرورت ہے کہ حیا کیا ہوتی ہے اور کبھی اللہ حیا کرتا ہے۔ یعنی اللہ بھی حیا کرتا ہے اور کبھی اللہ حیا نہیں کرتا۔ کبھی رسول بھی حیا کرتا ہے اور کبھی رسول حیا نہیں کرتا۔ تو حیا کے کون سے مواقع ہیں اور حیا نہ کرنے کے کون سے مواقع ہیں۔ اس ضمن میں جو حیا والی آیت اسوقت میرے سامنے ہے وہ میں پڑھوں گا تو سہی مگر اس کی تفصیل سے تشریح کی ضرورت نہیں کیونکہ اس آیت کریمہ سے متعلق میں نے اپنی کتاب "Revelation" میں بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور ایک پورا لمبا Chapter، ایک باب اس پر وقف ہے۔ پس وہ لوگ جن کو انگریزی آتی ہے وہ وہاں سے اس کا مطالعہ کر لیں۔ تو اس آیت کے معنے کہ خدا کیوں نہیں شرماتا، جبکہ دوسرے مقامات پر اللہ تعالیٰ کے شرمانے کا بکثرت ذکر ملتا ہے۔ تو انسان کو بھی وہاں نہیں شرمانا چاہئے جہاں خدا کی شان ہے کہ نہیں شرمانا اور جہاں شرمانے کا حق ہے وہاں ضرور شرمانا چاہئے۔ یہ شرمانے کا مضمون کہاں آپ پر لازم ہے اور کہاں لازم ہے کہ نہ شرمائیں۔ یہ آئندہ ایک دو خطبات کا موضوع ہوگا۔

وہ آیت کریمہ یہ ہے ﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَا ذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَ مَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۲۷) یقیناً اللہ نہیں شرماتا کہ ایک مچھر کی مثال بیان فرمائے فَمَا فَوْقَھَا اور اس کی جو اس پر ہے۔ فَوْقَھَا کا ایک معنی تو اکثر آپ تراجم میں پڑھتے ہونگے یہ دو معنی ہیں جو اس آیت کی گہرائی میں اترنے کے لئے سمجھنے ضروری ہیں ورنہ اس کے فوق پہ ہی رہیں گے اور اس کے اندر نہیں اتر سکیں گے۔

مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا مچھر کے اوپر کیا ہے۔ اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے کہ مچھر کے علاوہ اس سے کم تر مثال۔ حالانکہ فَمَا فَوْقَھَا کا یہ مطلب نہیں ہے۔ میں نے مختلف اہل لغت جو بڑے ائمہ لغت ہیں ان کا مطالعہ کر کے دیکھا ہے حضرت امام راغب اس مضمون پر خوب کھل کے روشنی ڈالتے ہیں کہ فَوْقَھَا کا معنی ہے جو اس پر چڑھا ہوا ہے، اور زمین کی مثال، پہاڑوں کی مثالیں یہ ساری مثالیں دے کر واضح فرماتے ہیں کہ فَوْقَھَا کا اصل مطلب یہ ہے کہ جو مچھر پر ہے اور مچھر پر کیا ہوتا ہے۔ مچھر پر اس بیماری کے جراثیم چڑھے ہوئے ہوتے ہیں جو دنیا میں سب سے زیادہ مہلک بیماری ہے۔ دنیا میں جتنی اموات ہوتی ہیں براہ راست یا بالواسطہ اس بیماری سے تعلق رکھتی ہیں یعنی ان کی بھاری اکثریت نہ کبھی جنگوں سے ایسی تباہی آئی نہ کسی وبا سے اتنی موتا موتی ہوئی جتنا ملیریا کے نتیجے میں ہوتی ہے۔ ملیریا سے براہ راست مرنے والوں کی تعداد بھی کروڑہا تک پہنچ جاتی ہے اور ملیریا جو اثرات پیچھے چھوڑ جاتا ہے اس سے بھی کروڑہا اموات ہوتی رہتی ہیں اور بیماریاں لگی رہتی ہیں۔ اب سندھ کے علاقے میں لوگ جانتے ہیں کہ ان کو پھیپھڑوں کی بیماریاں لگ جاتی ہیں، گنٹھیا ہو جاتا ہے، سل ہو جاتی ہے اور پانمونیہ سے مر جاتے ہیں۔ یہ ساری خرابی دراصل مچھر نے کی ہوئی ہے۔ مچھر نے کاٹ کاٹ کے ان کو ایسا بخار چڑھایا جس میں انسان چادر اوڑھ لیتا ہے اور جب بخار ٹوٹتا ہے تو انسان چادر اتار دیتا ہے اور اس قدر سردی ماحول میں ہوتی ہے کہ وہ اس فرق کی وجہ سے بڑا سخت بیمار ہو جاتا ہے۔ تو یہ تو بہر حال تفصیلی بحثیں ہیں ان میں میں اب یہاں نہیں جانا چاہتا مگر میں سمجھ رہا ہوں کہ جن علاقوں میں ملیریا ہے وہ جانتے ہیں کہ مچھر کی کیسی بڑی تباہی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اس سے شرماتا نہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مچھر پیدا کرنے میں کچھ گہرے راز ہیں۔ ان بیماریوں کے نتیجے میں انسانی ارتقاء میں مدد ملی ہے اور انہی بیماریوں کے نتیجے میں جو مچھر نے پھیلائی ہیں جانوروں میں بھی آغاز سے بہت زیادہ ارتقاء کی طرف قدم اٹھا ہے اور انسان کے اندر جو مدافعاتی نظام ہے وہ سارا مچھر کی بیماری کے نتیجے میں مقابلے کی کوشش میں پیدا ہوا ہے۔ اب یہ مضمون ایسا ہے جو ایک علم کا جہان اپنے اندر رکھتا ہے اور اسی طرف اصل میں اشارہ ہے۔ اللہ کا یہ مطلب نہیں کہ میں بیماریاں پیدا کرنے سے نہیں شرماتا۔ فرمایا تم جس کو سمجھتے ہو کہ قابل شرم بات ہے تم سوچتے نہیں کہ وہ قابل شرم بات نہیں وہ قابل افتخار بات ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو تم آج اتنی ترقی نہ کر سکتے اور اس ترقی میں اس چھوٹے سے کیڑے نے دخل دیا ہے اور اس چیز نے فَمَا فَوْقَھَا جس کو یہ اٹھائے پھرتا ہے۔

تو یہ بہت ہی گہرا اور دلچسپ مضمون ہے اور یہاں سے حیا کرنا اور حیا نہ کرنا ہم پر واضح ہو جاتا ہے۔ اگر حیا کریں تو بظاہر لوگ سمجھیں کہ حیا کرنے میں ہماری سبکی ہے لیکن اگر آخری صورت میں ہماری حیا کا مقصد اصلاح ہے اور وہ اصلاح بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاتی ہے تو اپنی حیا سے شرمانا نہیں چاہئے۔ اس آیت کا مفہوم پھر یہی بنے گا کہ اللہ اپنی حیا سے نہیں شرماتا کیونکہ وہ حیا فائدہ مند ہے۔ اس حیا کے نتیجے میں تمہارے لامتناہی فوائد منسلک ہیں، اس سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ وہ لوگ جنہوں نے انکار کر دیا کہتے ہیں یا کہیں گے مَا ذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا کہ اللہ نے اس مثل سے کیا ارادہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کیسی فضول سی مثال ہے مچھر سے نہیں شرماتا۔

یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا۔ وہ اس مثال کے ذریعے بہتوں کو گمراہ بھی ٹھہرا دیتا ہے یا گمراہ کر دیتا ہے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بھی بنتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ہے، کفار نہیں کہہ رہے۔ کفار تو کہتے ہیں مَا ذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا خدا نے یہ کیسی فضول سی مثال دے دی ہے۔ اللہ فرماتا ہے یہ مثال فضول نہیں اسی مثال کے نتیجے میں بہت سے ایسے ہیں جو گمراہ ہو جائیں گے اور صرف نقصانات اٹھائیں گے جیسے ملیریا بعضوں کو تو مار کے ہی چلا جاتا ہے ان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا اور بعض ایسے ہیں جن کو فائدہ پہنچتا ہے۔ تو فرمایا اسی مثال پر غور کرنے کے نتیجے میں بہت سے لوگ ہیں جو اللہ کی عظمتوں کے مزید قائل ہوتے چلے جائیں گے اور کثرت سے ایسے اللہ کے بندے ہیں جن کے لئے یہ مثال اس پہلو سے فائدہ مند ہوگی۔

اور یُضِلُّ بِہٖ کے متعلق جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے وہ لوگ مراد ہیں جو اس کے ظواہر کو دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں نہایت فضول، بے معنی مثال ہے جس کے نتیجے میں وہ اور بھی زیادہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ اس سے اللہ تعالیٰ سوائے فاسقوں کے، سوائے بدکرداروں کے اور نافرمانوں کے کسی کو گمراہی میں نہیں بڑھاتا۔ تو یہ آیت کریمہ ہے جس کا مضمون اب احادیث نبویہ کے حوالے سے میں شروع کرتا ہوں۔ یہی کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے طرز عمل میں بھی دکھائی دیتی ہے کہیں شرماتے ہیں، کہیں نہیں شرماتے۔ کہیں اتنا شرماتے ہیں کہ دیکھنے والے کہتے ہیں کنواری عورت سے بھی زیادہ شرم ہے۔ کہیں ایسی باتیں کہتے ہیں کہ جس سے عام لوگ شرما جائیں مگر آپ قطعاً نہیں شرماتے۔ تو یہ مضمون کیا ہے جب تک ہم سمجھیں گے نہیں ہمیں علم نہیں ہو سکے گا کہ ہمیں کہاں شرمانا چاہئے اور کہاں نہیں شرمانا چاہئے۔

پہلی حدیث سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب رفع یدین سے لی گئی ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب بہت ہی باحیا اور کریم ہے۔ جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے تو اسے اس بات سے شرم آتی ہے کہ وہ ان ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔

اب حیا کا یہ مضمون بھی ہے اللہ کا۔ ورنہ اللہ تو انسانی صفات سے بہت بالا ہے تو جس طرح بعض دفعہ کسی التجاء کرنے والے کے ہاتھ کو دھتکارتے ہوئے، خالی لوٹاتے ہوئے انسان شرماتا ہے۔ بعض کیفیات ایسی ہوتی ہیں کہ وہ واپس لوٹا ہی نہیں سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے سلوک فرماتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بندہ مراد نہیں بلکہ وہ بندے مراد ہیں جو خود بھی حیادار ہوں اور یہ مضمون اس میں داخل ہے اس کو سمجھے بغیر آپ اس مضمون کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔

اگر آپ ہاتھ اٹھائیں اور ہر دفعہ ہاتھ اٹھانے پہ دعا قبول ہو جائے تو آپ نے اخباروں میں مولویوں کی تصویریں نہیں دیکھیں کس طرح ہاتھ اٹھا اٹھا کے دکھاتے ہیں اور تصویریں کھنچواتے ہیں اور ایک ذرہ بھی ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ساری دعائیں رد ہو جاتی ہیں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ کوئی شخص بہت تکلیف کی حالت میں تھا، اس نے مجھے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ میں مر جاؤں۔ تو میں نے کہا تمہارے لئے یہ دعا ہو ہی نہیں سکتی، نا ممکن

ہے۔ کیونکہ مجھ سے اگر یہ توقع ہو کہ میں کسی احمدی کے لئے دعا کروں کہ مر جائے تو یہ محض جھوٹ ہے۔ یہ توقع تمہاری کبھی پوری نہیں ہوگی لور مولوی جو بد دعائیں تم پر کریں گے وہ تمہیں ماں کے دودھ سے زیادہ لگیں گی توان کی بد دعائیں بھی تمہارے کام نہیں آسکتیں، وہ دعا بن کر لگیں گی پھر۔ یہ جو ہاتھ اٹھاتے ہیں لور آپ ان کے چہرے دیکھتے ہیں جب بھی احمدیت کے خلاف بد دعا کرتے ہیں ان کی قبول نہیں ہوتیں۔

اس لئے اس بات سے نہ ڈریں کہ اللہ تعالیٰ شرماتا ہے اٹھے ہوئے ہاتھوں سے کہ انہیں خالی لوٹادے۔ جن کے دل خالی ہوں، حیا سے خالی ہوں ان کے ہاتھ خدا ضرور لوٹاتا ہے۔ اسی طرح خالی ہاتھ لوٹادیا کرتا ہے۔ تو اس مفہوم کو سمجھنا چاہئے۔ **جن کے دلوں میں حیا ہو وہ دوسروں کے ہاتھ خالی لوٹانا نہیں چاہتے ، اللہ ان کے ہاتھ کیسے لوٹا دے گا۔** پس اگرچہ یہ مضمون کھلے لفظوں میں ظاہر نہیں فرمایا گیا مگر لازماً اس میں داخل ہے۔ **اللہ ان کے خالی ہاتھ لوٹانے سے شرماتا ہے جو اس کے بندوں کے خالی ہاتھ لوٹانے سے شرماتے ہیں** لور جتنا وہ شرماتے ہیں اسی نسبت سے اللہ ان سے شرماتا ہے۔

دوسرا لفظ شرمانے کے علاوہ راوی نے احتیاطاً یہ بیان کیا ہے کہ شاید یہ کہا ہو کہ نامراد ٹھہرادے۔ تو شرماتا ہے کہ نامراد ٹھہرا دے یا شرماتا ہے کہ خالی ہاتھ لوٹادے ایک ہی چیز ہے۔

ایک لور حدیث قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ ایک کنواری جس طرح حیا کرتی ہے اس طرح آپ حیادار تھے۔ جب آپ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو اس کا اثر ہم آپؐ کے چہرہ مبارک سے محسوس کرتے۔ یعنی آپ کے چہرے کو دیکھ کر پتہ چل جاتا تھا کہ یہ بات آپ کو پسند نہیں آئی۔ بالعموم آپ اس کا اظہار زبان سے نہ فرماتے۔ یہ لفظ ترجمہ کرنے والے نے اپنی طرف سے بڑھادئے ہیں۔ صرف راوی نے یہ بیان کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو ہم ہمیشہ چہرے سے اندازہ کیا کرتے تھے کہ ناپسند کیا ہوگا۔

یہ حدیث ایک طرف لور دوسری طرف وہ احادیث جہاں کسی چیز کو ناپسند کیا تو اس قدر جوش سے اس کے خلاف تقریر فرمائی ہے کہ بعض دفعہ صحابہ یہ دعا کرتے تھے کہ کاش اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خاموش ہو جائیں لور اتنا زیادہ اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالیں کہ اس مکروہ بات کے خلاف کہتے چلے جا رہے ہیں۔ تو اب یہ دو باتیں سمجھنے کے لائق ہیں۔ اگر آپ نہیں سمجھیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات کی طرف گویا تضاد منسوب کریں گے جو نا ممکن ہے۔ نہ خدا کے قول میں تضاد ہے نہ خدا کی تخلیق کامل یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں کسی قسم کا تضاد ہے۔ اب میں باقی احادیث کی روشنی میں اس مضمون کو آپ کے سامنے کھولتا ہوں۔

اب ایک طرف تو حیا کا یہ عالم کہ منہ سے بولتے ہی نہیں لور صرف چہرہ بتاتا ہے، دوسری طرف عورتیں اپنی ذاتی باتیں کر رہی ہیں جن کا ان کے حیض وغیرہ سے تعلق ہے لور ایسی باتیں ہیں جو آپ کسی مجلس میں بیان کریں تو کچھ شرم محسوس کریں گے۔ مگر اللہ کا رسول نہ صرف یہ کہ شرماتا نہیں بلکہ ان خواتین کی تعریف فرما رہا ہے کہ انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی کہ دوسرے سن رہے ہیں لور تعریف اس لئے کہ دوسرے نہ سنتے تو ان کی تعلیم و تربیت نہ ہوتی۔ تو ایسی باتیں جو بظاہر شرمانے والی ہیں ان سے ایک عورت ہے جو شرما نہیں رہی لور کھل کر باتیں کرتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں یہ کیسی عمدہ عورت ہے اس نے ان باتوں کو کھول کر بیان کیا کیونکہ اگر وہ تنہائی میں چھپ کر کرتی تو پھر یہ خطرہ تھا کہ باقی لوگوں کی تربیت اس معاملے میں نہ ہو سکتی۔

یہ حدیث یہ ہے، ایک لمبی حدیث سے ایک ٹکڑا لیا گیا ہے، ایک انصاری خاتون کے متعلق ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے میاں بیوی کے تعلقات کے بعد نہانے کے متعلق سوال کئے۔ اس روایت کے آخر پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے انصاری خواتین کی تعریف فرمائی۔ یہ انصاری خواتین کتنی اچھی ہیں۔ فرمایا انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں انہیں حیا دین سیکھنے سے نہیں روکتی لور حیا اچھی بھی ہے لور بری بھی ہے۔ حیا اگر دین سیکھنے کے بارے میں آئے تو یہ حیا نہیں، بے حیائی ہے۔ لور دین سکھانے کے متعلق آئے تو یہ بھی حیا نہیں بے حیائی ہے۔ تو یہ دونوں سبق اسی حدیث سے مل گئے کہ بعض موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کنواری سے بڑھ کر حیادار لور بعض موقع پر جہاں اعلیٰ مقصد پیش نظر ہو بے حد کھل کر بات کرنے والے۔ جہاں عام آدمی اپنے مزاج کی کمزوری کی وجہ سے شرما جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نہیں شرماتے۔

ترمذی باب النکاح سے یہ حدیث لی گئی ہے لور مسند احمد بن حنبل میں بھی یہی حدیث ہے۔ حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا چار باتیں انبیاء کی سنت میں سے ہیں۔ سُنَن المرسلین یعنی پیغمبروں کی سنت میں سے ہیں۔ یہاں انبیاء کا لفظ ترجمے میں غلط ہو گیا ہے۔ میں نے اس لئے دوبارہ دیکھا ہے کیونکہ یہاں جس پیغام کے ساتھ آتے ہیں اس پیغام کا ذکر ہونے کے لحاظ سے مُرسَلین ہونا چاہئے تھا لور لفظ مُرسَلین ہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ مرسلین کی سنت میں سے ہے التعطّر وَالنِکاح و السِّوَاک و الْحَیَاء۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ خوشبو لگا کر پھرنا یہ اسلام کا حصہ ہے کیونکہ اگر کسی کے بدن سے بدبو آتی ہے تو وہ لوگوں کو کچھ تکلیف ضرور پہنچاتا ہے۔ بعض دفعہ گندے پاؤں کے ساتھ، گندی جرابوں کے ساتھ بچے نماز پڑھتے ہیں یا بڑے بھی، جو پچھلے پڑھنے والے ہیں ان کی نمازیں تو بالکل تباہ ہو جاتی ہیں۔ وہ دعا کرتے ہیں کہ سجدہ جلدی ختم ہو۔ بجائے اس کے کہ سجدے میں لور دعائیں کریں وہ سجدہ ختم کرنے کی دعا کرتے ہیں تو یہ نقصان ہے۔ فرمایا مومن لور مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اس کے بدن سے بدبو آئے۔ اس کا برعکس زیب دیتا ہے، اس کے بدن سے خوشبو اٹھنی چاہئے۔

شادی کرنا، مراد یہ ہے کہ جس طرح یہود کے بعد عیسائیوں نے رہبانیت اختیار کر لی تھی لور اس کو نیکی سمجھتے تھے فرمایا یہ نیکی نہیں ہے، انبیاء کی سنت کے خلاف ہے لور خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے۔ جو طبعی جذبات انسان کے اندر خدا نے پیدا فرمائے ہیں ان کے بر محل استعمال سے شرمانا نہیں چاہئے لور یہ دونوں مضمون دراصل اس لحاظ سے حیا سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ اس بات سے شرماؤ کہ کسی کو تکلیف پہنچاؤ۔ اس بات سے نہ شرماؤ کہ جہاں اللہ نے بعض چیزوں کی اجازت دی ہے جو ویسے تم دنیا سے چھپاتے پھرتے ہو یعنی وہ تعلقات جہاں اجازت نہ ہو ان کو چھپانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں مگر ان تعلقات کو چھپاؤ بھی مگر علم ہو سب کو کہ وہ تعلقات ہیں۔ یہ ہے مضمون جس کے متعلق فرمایا کہ یہ مرسلین کی سنت میں سے ہے۔

مسواک کرنا، یہ دراصل اپنے منہ سے اٹھنے والی بدبو کو روکنے کے لئے اور لوگوں کو اپنی بدبو سے بچانے کے لئے دونوں طرح ہے اور پھر چونکہ منہ سے اللہ کا ذکر ہوتا ہے فرمایا کہ ایسے منہ سے خدا کا ذکر نہ کرو جس سے بدبو اٹھتی ہو۔ اور آخر پر فرمایا حیا، حیا بھی تمام پیغمبروں کی سنت تھی۔ اب اس مضمون کے جو باقی حصے ہیں وہ انشاء اللہ آئندہ خطبات میں میں بیان کروں گا۔ اب وقت ختم ہو گیا ہے۔

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-1652, 248-5222
رہائش- 27-0471, 243-0794

ارشادِ نبوی ؐ
خَیرُ الزَّادِ التَّقوےٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

ESTD 1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
Sonika
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

رمضان کی برکات

ازقلم: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

(۱)...... یاد رکھنا چاہئے کہ رمضان ایک بڑا ہی مبارک مہینہ ہے جو انسان کے دل میں ایک طرف محبت الٰہی کی تپش اور دوسری طرف مخلوق خدا کی ہمدردی اور شفقت پیدا کرنے کی خاص الخاص صلاحیت رکھتا ہے۔

(۲)...... اس مبارک مہینہ میں تمام وہ صفات اور تاثیرات بصورت اتم ہیں جو ہمارے دین اور مذہب میں عبادت کی جان ہیں۔ یعنی نماز اور روزہ اور دعا اور ذکر الٰہی اور تلاوتِ کلام پاک اور صدقہ و خیرات۔ اور اس مہینہ کے آخر پر ایک مخصوص عشرہ انقطاع من الدنیا اور انقطاع الی اللہ کا مقرر کر کے اور پھر اس عشرہ میں ایک مخصوص رات کو دعاؤں اور ذکر الٰہی کے لئے کلیۃً وقف کر کے رمضان کی عبادتوں میں گویا ایک گونہ معراج کی سی کیفیت پیدا کی گئی ہے۔

(۳)...... پس دوستوں کو چاہئے کہ رمضان کی ان ساری برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور حتی الوسع شرعی عذر (یعنی بیماری اور سفر) کے بغیر روزہ ہرگز ترک نہ کریں۔ اور شرعی عذر کی صورت میں اپنی حیثیت کے مطابق مسنون طریق پر فدیہ دیں۔

(۴)...... اس مہینہ میں مقررہ پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد کا بھی خاص التزام کیا جائے اور جن دوستوں کو توفیق ملے وہ نماز ضحیٰ بھی پڑھنے کی کوشش کریں جو دن کے لمبے ناغہ پر ذکر الٰہی کا موقعہ پانے اور خوابیدہ روح کو بیدار کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے اور جس کا وقت نو ساڑھے نو بجے صبح کے قریب سمجھنا چاہئے۔ تراویح کی نماز جو عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے وہ تہجد کی نماز کا ہی ایک ادنیٰ قسم کا بدل ہے مگر کمزور اور بیمار لوگوں کے لئے بھی غنیمت ہے اور جن دوستوں کو دونوں کی توفیق مل سکے وہ دونوں سے فائدہ اٹھائیں۔

(۵)...... اس مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کے دو دَور مکمل کئے جائیں ورنہ کم از کم ایک تو ضرور ہو۔ اور ہر رحمت کی آیت پر خدائی رحمت طلب کی جائے اور ہر عذاب کی آیت پر استغفار کیا جائے۔

(۶)...... اس مہینہ میں دعاؤں اور ذکر الٰہی پر بھی بہت زور ہونا چاہئے اور دعا کے وقت دل میں یہ کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے کہ ہم گویا خدا کے سامنے بیٹھے ہیں یعنی خدا ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ دعاؤں میں اسلام اور احمدیت کی ترقی اور حضرت خلیفۃ المسیح...... ایدہ اللہ کی صحت اور درازیٔ عمر اور سلسلہ کے مبلغوں اور کارکنوں اور قادیان کے درویشوں اور ان کے مقاصد کی کامیابی کو مقدم کیا جائے۔ عمومی دعاؤں میں رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بڑی عجیب و غریب دعا ہے اور نفس کی تطہیر کے لئے لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِينَ غیر معمولی تاثیر رکھتی ہے۔ اور استعانت باللہ کے لئے يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيثُ کامیاب ترین دعاؤں میں سے ہے۔ اور سورۂ فاتحہ تو دعاؤں کی سرتاج ہے۔

(۷)...... برکات کے حصول کے لئے کثرت کے ساتھ درود پڑھنا اوّل درجہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ ایک رات میں نے اس کثرت سے درود پڑھا کہ میرا دل و سینہ معطر ہو گیا۔ اس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے نور کی مشکیں بھر بھر کے میرے مکان کے اندر آرہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ نور اس درود کا ثمرہ ہے جو تو نے محمد ﷺ پر بھیجا ہے۔

(۸)...... روزہ کے دوران میں خصوصیت سے ہر قسم کی لغو حرکت اور بیہودہ کلام اور جھوٹ اور دھوکہ اور بددیانتی اور ظلم و ستم اور ایذا رسانی اور استہزا اور گالی گلوچ سے اس طرح اجتناب کیا جائے کہ گویا انسان ان باتوں کو جانتا ہی نہیں تاکہ رمضان کا یہ روحانی سبق دوسرے ایام کے لئے ایک شمع ہدایت بن جائے۔

(۹)...... رمضان کی ایک خاص عبادت جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے، صدقہ و خیرات ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان میں اس طرح صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے گویا کہ آپ کا ہاتھ ایک تیز آندھی ہے جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے آخر میں صدقۃ الفطر تو بہر حال ہر غریب و امیر خورد و کلاں اور مرد و زن پر فرض ہے۔

(۱۰)...... رمضان کا آخری عشرہ اپنی برکات اور قبولیتِ دعا کے لئے خصوصی تاثیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس عشرہ میں نوافل اور ذکر الٰہی اور دعا اور تلاوت قرآن مجید اور درود پر بہت زور دینا چاہئے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے اور ان کے ضروری فرائض منصبی میں حرج نہ لازم آتا ہو تو وہ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھ کر بھی اس کی مخصوص روحانی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ کم از کم اس عشرہ کی راتوں اور خصوصاً طاق راتوں میں خصوصیت کے ساتھ نوافل اور ذکر الٰہی اور دعاؤں پر زور دیں تاکہ اگر خدا چاہے تو وہ مبارک رات میسر آجائے جو عمر بھر کی راتوں سے زیادہ بابرکت شمار کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس رمضان کی برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق دے تاکہ جب رمضان گزر جائے تو خدا کے فرشتے ہمیں ایک بدلی ہوئی مخلوق پائیں اور ہمارے لئے دین و دنیا میں غیر معمولی ترقی کے راستے کھل جائیں۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ، ۹ر مارچ ۱۹۶۰ء)

درخواست دُعا

خاکسارہ کے بچوں کی صحت و سلامتی اور تمام پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسارہ کی ساس جو وفات پا گئیں ہیں ان کی درجات کی بلندی کیلئے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (امانت بدر ۱۰۰ر)

(شاء النساء)

خاکسار کی نظر بہت کم ہو گئی ہے ڈاکٹروں نے بعد معائنہ بتایا کہ صرف ۱۰ فیصد نظر باقی رہ گئی ہے علاج جاری ہے اور کچھ فائدہ بھی محسوس ہو رہا ہے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کامل شفاء عطا فرمائے اور نظر پورے طور پر بحال ہو جائے۔ (امانت بدر ۱۰۰ر)

(خلیل احمد صدیقی جرمنی)

خاکسار کے والد مکرم ڈاکٹر غلام احمد صاحب کی آنکھوں کی بینائی متاثر ہے۔ ان کی کامل شفایابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ نیز میری وکالت کی پریکٹس میں ترقی اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی کیلئے بچوں کی اعلیٰ کامیابیوں کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (امانت بدر ۱۵۰ر) مبارک احمد ایڈووکیٹ آف جھانسی)

مکرم ایم اے رشید صاحب دیودرگی آف حیدر آباد تحریر کرتے ہیں کہ اُن کا لڑکا عزیزم محمد فضل اللہ مقیم بیرون ملک اپنی کمپنی میں تخفیف کی وجہ سے پریشان ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی مستقل ملازمت کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ نیز عزیز خالد عبدالناصر کو آسٹریلیا یونیورسٹی میں میڈیکل کورس میں داخلہ ملا ہے۔ ان کی دینی و دنیاوی ترقیات اعلیٰ کامیابیوں کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ بدر)

مکرم سید داؤد احمد صاحب آف مظفر پور بہار اپنے بیٹے سید سلمان کے P.H.D میں نمایاں کامیابی نیز دوسرے بیٹے سید حسن احمد جو کہ ہیومن ریسورسس اور ماس کمیونیکیشن میں امتحان دے رہے ہیں دونوں کی نمایاں کامیابی صحت و سلامتی درازیٔ عمر کیلئے اور اپنے لئے بھی درخواست دعا کرتے ہیں۔

خاکسارہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہے۔ کامل شفایابی کیلئے نیز تمام اہل و عیال کی صحت و سلامتی، دینی و دُنیاوی ترقیات نیز مرحوم بیٹے کی مغفرت کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (امانت بدر ۵۰ر)

(حلیمہ بیگم زوجہ عبدالمنان زاہد ناصر آباد کشمیر)

خاکسار کے والدین کی صحت و سلامتی بہن بھائیوں کی خیر و عافیت اپنے کاروبار میں برکت کیلئے احباب سے درخواست دُعا ہے۔ (امانت ۵۰ر)

(مبارک احمد تقوی)

خاکسار کی بہن کی شادی بابرکت ہونے اور دوسری بہن کیلئے بہتر رشتہ ملنے کیلئے نیز والدہ اور نانا جی اور بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی اور جماعت ہائے سامنت واڑی کی ترقی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (امانت بدر ۵۰ر روپے)

(محمود احمد کنور)

مکرم سید بشیر الدین محمود احمد افضل سکریٹری مال جماعت احمدیہ شموگہ کا پہلا بیٹا جو ابھی دو ماہ کا ہی تھا اچانک فوت ہو گیا لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق ملنے اور نعم البدل عطا ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (صغیر احمد طاہر مبلغ شموگہ)

خاکسار کی چھوٹی بہن فرزانہ پروین کو Apendis کے آپریشن کیلئے ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے۔ آپریشن میں کامیابی کیلئے نیز والدہ اور بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (سید اقبال احمد معلم نیپال)

محترم مولانا محمد عمر صاحب انچارج مبلغ کیرلہ خدمت دین کیلئے کبابیر روانہ ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ محترم موصوف کی تقرری ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور مقبول خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ادارہ)

خدا کے مامورین کے آنے کیلئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کیلئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔

(تحفہ گولڑویہ) (المسیح الموعودؑ)

اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے

حضرت مولوی سید عبد الرحیم صاحب کٹکی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

مرتبہ:۔ منصور احمد
۔ نائب ایڈیٹر

حضرت مولوی سید عبد الرحیم صاحب کٹکی رضی اللہ عنہ سونگڑہ کے بارہ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سب سے پہلے صحابی ہیں۔ آپ کی پیدائش سونگھڑہ کے ایک قصبہ دریا پور میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام سید غلام حیدر ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سونگڑہ کے ہی مختلف جید علماء و فضلاء سے حاصل کی۔ جن میں سید حفیظ الدین صاحب احمدی مرحوم ایک زبردست عالم تھے یہ بزرگ حضرت مولوی سید فیاض الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولز و سابق صوبائی امیر کے والد ماجد تھے جن کی قابلیت کا اعتراف حضرت مولوی حسن علی صاحب اور حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بھاگلپوری نے کیا ہے۔ حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابتدائی تعلیم انہیں مولوی صاحب کے پاس ہوئی جو رشتہ میں ان کے ماموں بھی تھے۔ یہاں فارسی کی تکمیل کے ساتھ عربی کے صرف و نحو اور فقہ کی کچھ ابتدائی کتابیں بھی پڑھیں لیکن تحصیل علم کا شوق اور علوم متداولہ میں کمال حاصل کرنے کا خیال اور ادھر اپنے استاد کی پیرانہ سالی نے کچھ ایسی اضطراری کیفیت پیدا کردی کہ حضرت مولوی سید عبد الرحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین عالم جوانی میں جبکہ ابھی شادی کئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اور جبکہ ان کی بڑھیا ماں ان سے ایک دن بھی جدائی پسند نہیں کرتی تھیں یہ سنکر کہ حیدر آباد دکن اس وقت علماء کا مرجع بنا ہوا ہے اپنے دو رفیقوں مولوی سید عبد الصمد صاحب اور مولوی عبد الاحد کے ساتھ پاپیادہ حیدر آباد دکن کیطرف چل کھڑے ہوئے۔ اس وقت حیدر آباد اور اڑیسہ کے درمیان کوئی ریل نہ تھی اور اگر ہوتی بھی تو اتنے دور دراز سفر کیلئے ان کے پاس سرمایہ بھی نہیں تھا۔ اس خیال سے کہ ماں کی طرف سے اجازت نہیں ملے گی بغیر اطلاع دئے چھپ کر نکل گئے صرف بیوی سے کہہ دیا تھا کہ تین دن بعد اس کا اظہار کر دیں۔ اس طرح کے لمبے دشوار گذار اور درندوں اور ڈاکوؤں کی وجہ سے پرخطر راستے طے کرنا محض طلب علم کی خاطر اُن ہی لوگوں کا کام ہے جن سے خدا کچھ کام لینا چاہتا ہے ان کے رفیقان سفر جو آخری دم تک غیر احمدی رہے یہ گواہی دیتے رہے کہ زمانہ سفر میں تھکاوٹ کی وجہ سے ہماری نمازیں اکثر قضاء ہو جایا کرتی تھیں لیکن مولوی عبد الرحیم صاحب نے کبھی نماز قضا نہیں کی۔ (مختصر تاریخ جماعت احمدیہ سونگھڑہ)

از مکرم سید محمد ذکریا صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک) بحوالہ ہفت روزہ بدر قادیان یکم اپریل ۱۹۷۱ء)

آپ کے بڑے صاحبزادے جناب سید عبد الحلیم صاحب کٹکی مرحوم جو بذات خود ایک جید عالم تھے اپنے والد سید عبد الرحیم صاحب رضی اللہ عنہ کے چشم دید حالات دوران قیام حیدر آباد یوں بیان فرماتے ہیں۔

میرے والد مولوی سید عبد الرحیم صاحب اڑیسہ کے ایک ضلع کٹک کے دیہات کے رہنے والے تھے۔ حیدر آباد دکن کا شہرہ سنکر تکمیل تحصیل کیلئے پاپیادہ اپنی ماں سے چھپ کر بھری جوانی میں جبکہ ان کو شادی کئے پورا برس بھی نہیں گذرا تھا چل پڑے اور کئی مہینوں میں حیدر آباد پہنچے۔ اس وقت ریل کلکتہ اور مدراس کے درمیان نہیں تھی۔

حیدر آباد دکن پہنچ کر مدرسہ محبوبیہ میں داخل ہوئے۔ جو طلباء کی رہائش اور خورش کا کفیل تھا۔ یہیں ان کی شناسائی حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ جو ان سے اونچی جماعت میں پڑھتے تھے۔ رفتہ رفتہ حضرت میر صاحب کے مکان پر آنا جانا ہوتا رہا۔ وہاں حضرت میر صاحب کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبد العزیز قدس سرہ العزیز سے ان کو بیحد عقیدت اور محبت پیدا ہو گئی۔ اور جب کبھی فرصت ملتی۔ آپ حضرت مولانا عبد العزیز قدس سرہ العزیز کی صحبت میں جا پہنچتے۔ حضرت کے متعلق مختلف باتیں مشہور تھیں۔ آپ سلسلہ سہروزدیہ میں بیعت لیتے تھے۔ مریدوں کی تعداد بھی کافی تھی۔ کوئی کہتا تھا کہ آپ کو دست غیب آتا ہے۔ کوئی کہتا کہ آپ سرکار انگریزی کے جاسوس ہیں۔ بہر حال کچھ تو ہم مکتبی اور کچھ باپ کے ساتھ محبت و عقیدت رکھنے کی وجہ سے اور کچھ بار بار آنے جانے کی وجہ سے حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب اور حضرت میر محمد سعید صاحب میں اخلاص اور یکجہتی پیدا ہو گئی۔ اور حضرت مولانا کے میرے والد پر گونا گوں احسان ہیں۔ اگرچہ کہ میرے والد کی غیور طبیعت نے مالی احسان سے حتے الامکان پہلو تہی کی ہے لیکن غریب الوطن مفلس کے ساتھ شہر کا رہنے والا فیاض بہت طرح کے سلوک اور ہمدردی کر سکتا ہے۔ جزاہ اللہ عنا احسن الجزاء۔

یہ ساری باتیں میں نے اپنے والد مرحوم سے سنی ہیں۔ اب چشمدید حالات بیان کرتا ہوں اور اسی قدر جن کا براہ راست احمدیت سے تعلق ہے۔

والد مرحوم مدرسہ محبوبیہ سے دستار بندی کے بعد وطن کو واپس ہونے کیلئے سرمایہ کی فکر میں پڑے۔ اور اِدھر اُدھر ٹیوشن کرنے لگے۔ فارسی کی تکمیل تو انہوں نے وطن ہی میں کرلی تھی۔ وہی اُن کے کام آئی۔ ڈاکٹر رگھوناتھ جو بنگال کے رہنے والے تھے۔ اور ریاست حیدر آباد میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔ اُنسے فارسی پڑھتے تھے اور چونکہ یہ غریب الوطن تھے اپنی ہی کوٹھی میں ان کو جگہ دی تھی۔ (ڈاکٹر رگھوناتھ کے متعلق ایک دوست نے سنایا کہ مسز سروجنی نائیڈو کے باپ وہی ہیں)

کچھ عرصہ بعد والد مرحوم کی ملازمت سر آسمانجاہ کے پائگاہ میں ہوگئی۔ پہلے چنگویہ کے صدر مدرس ہوئے۔ اور پھر اکھیلی کو تبادلہ ہو گیا۔ کیونکہ چنگویہ کے لوگوں نے تعزیہ اور مولود خوانی اور دوسری بدعات کے خلاف آواز اٹھانے پر والد صاحب کے خلاف درخواستیں دی تھیں۔ اکھیلی آکر بھی وہی شورش ساتھ رہی حکام کی شہ پاکر عوام نے اتہامات اور الزامات کا طوفان برپا کیا۔ مولوی حسین عطاء اللہ صاحب نے جو سر آسمانجاہ کی پائگاہ میں مجلس معتمدین کے میر مجلس تھے۔ والد مرحوم سے واقف اور ان پر نیک گمان رکھتے تھے ان کو جب یہ رپورٹ پہنچی کہ لوگ درپئے ایذاء ہیں۔ اور شورش بڑھ گئی ہے تحقیقات کے بہانے ان کو حیدر آباد بلالیا۔

بلدہ جانے سے پہلے

عجیب لطیفہ ہوا والد مرحوم مجھے بخاری پڑھا رہے تھے (صرف ترجمہ کروایا کرتے تھے) کہ ایک ملاقاتی رحمت اللہ نامی نے اُن سے کہا کہ کلیانی میں ایک افسر ہیں وہ کہتے ہیں کہ پنجاب میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے۔ والد مرحوم نے ہنس کر کہا کہ بالکل فضول بات ہے۔ انہوں نے زیادہ زور دیا تو والد صاحب مرحوم نے کہا کہ اچھا میں حیدر آباد سے آجاؤں اس کے متعلق ایک مضمون لکھ دوں گا۔ ادھر ہدایت اور مشیت دونوں کی دونوں ہنستی تھیں۔ کہ تم کو بلدہ کو بلایا جاتا ہے اِسی لئے کہ اسی پنجابی کا بندۂ بے دام بناکر راحت دوام سے سرفراز کیا جائے۔ یہ ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے۔

بلدہ پہنچ کر

آپ حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب رضی اللہ عنہ کے گھر فروکش ہوئے۔ رمضان شریف کے دن تھے۔ دن بھر والد صاحب کچہری میں رہتے اور رات کو حضرت میر صاحب سے صحبت رہتی۔ ایک دن حضرت میر صاحبؓ نے فرمایا کہ پنجاب میں ایک فقیر منش آدمی پیدا ہوا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے۔ والد صاحب نے کہا کہ بالکل فضول اور بیکار بات ہے۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ حیات کا ہے۔ یہ وفات کہاں سے نکالتے ہیں۔ ان گمراہوں کی بات سننا ہی نہیں چاہئے۔ والد مرحوم دینی معاملات میں نہایت سخت گیر اور جلد مشتعل ہونے والے تھے لیکن دنیاوی امور میں ان سے بڑھ کر سادہ لوح شاید ہی کوئی ہو۔ اس کے برخلاف حضرت قبلہ میر صاحب نہایت حلیم الطبع اور باوقار اور نہایت سنجیدہ اور زیرک تھے۔ دینی امور میں اُن کے علم اور خاموشی کو کبھی کبھی والد مرحوم مداہنت پر محمول کرتے تھے

حضرت میر صاحب قبلہ نے مجھے سنایا کہ جب تمہارے والد سے میں نے یہ تذکرہ کیا۔ تو وہ نہایت حقارت اور انکار کے ساتھ ان باتوں کو سننا بھی نہیں چاہتے تھے۔ میں نے بمشکل ان کو اس بات پر راضی کیا کہ کہنے والا جو کہتا ہے اُسے پہلے دیکھ تو لو۔ پھر پیچھے جو چاہو سو کہنا۔ والد مرحوم راضی ہو گئے۔ اور کہا کہ اچھا ہو گا۔ جس مضمون کا وعدہ میں نے رحمت اللہ صاحب سے کیا ہے اس کے لئے مواد مل جائے گا۔ فریق مخالف کے خیالات اور دلائل معلوم ہو جائیں گے۔

رات کو نماز عشاء کے بعد حضرت مولوی محمد سعید صاحب نے ازالہ اوہام پڑھ کر سنانا شروع کیا۔ (والد مرحوم کو بھی دوران سر اور کثرت بول کی شکایت تھی اس لئے رات کو پڑھ نہیں سکتے تھے۔)

حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ ازالہ اوہام کے شروع میں تو مولوی صاحب (میرے والد مرحوم) کچھ کچھ لڑتے جھگڑتے رہے جلد اول کے ختم ہوتے ہوئے بالکل چپ ہو گئے" اور جب جائیکہ از مسیح و نزولش سخن رود" شروع ہوا تو پھر زار زار رونے لگے۔ خصوصاً اس شعر پر

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

حضرت میر صاحب قبلہ فرماتے تھے کہ ازالہ اوہام ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ مولوی صاحب لیٹے لیٹے اُٹھ بیٹھے اور مجھے (حضرت میر صاحب) کہتے کہ مولوی صاحب اب دیر کیا ہے۔ حق ظاہر ہو گیا۔ میں کہتا کہ جلدی ٹھیک نہیں اور کتابیں دیکھنی چاہئیں۔ غور کرنا چاہئے۔ دعا کرنی چاہئے۔

چنانچہ دوسری کتابوں کی تلاش ہوئی۔ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے پتہ بتلایا کہ آپ کے والد مرحوم ایک پیر بھائی سید محمدؐ صاحب رضوی (میرے والد اور رضوی صاحب دونوں مولوی حسن زمان صاحب کے مرید تھے) ان کے پاس کچھ کتابیں ہیں۔ آپ اُن سے مل کر کتابیں حاصل کریں۔ چنانچہ والد مرحوم کے بیدھڑک شوق نے ان کو رضوی صاحب کے گھر پہنچایا۔ پہلے سے کچھ جان پہچان نہیں تھی۔ رسمی تعارف کے بعد بغیر کسی توطیہ و تمہید کے کتابیں مانگیں۔ رضوی صاحب بھوچکے ہو گئے کہ آپ کو کیسے پتہ لگا۔ مختصر یہ کہ رازداری کا پختہ وعدہ لیکر توضیح مرام و فتح اسلام کتابیں چھپا کر دیں۔ رضوی صاحب روشن خیال آدمی ہیں۔ اور ہر قسم کی کتابیں اُن کے کتب خانہ میں تھیں کہیں اشتہار دیکھ کر وہ کتابیں منگوالی ہوں گی۔ توضیح مرام اور فتح اسلام کے بعد حضرت مولوی عبد الرحیم رضی اللہ عنہ اب آتش بدامن تھے۔ وہ کسی کی سننے والے نہ تھے حضرت میر صاحب اور مولوی رضوی صاحب تو ان کے ہمخیال تھے انہوں نے مولوی سید امین اللہ کو تاکا۔

مولوی سید امین اللہ مرحوم میرے رشتہ کے چچا تھے حیدر آباد میں محکمہ پولیس میں منشی تھے۔ اور حافظ لطف اللہ وکیل کے گھر ٹیوشن کرتے تھے۔ نہایت ذکی او رذہین اور فن مناظرہ میں طاق۔ فارسی اور عربی کی استعداد اچھی تھی۔

حضرت میر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں بھائی (میرے والد اور مولوی امین اللہ مرحومین) مرغوں کی طرح لڑا کرتے تھے۔ بالآخر مولوی امین اللہ مرحوم بھی رام ہوئے۔ اور اس طرح حضرت میر صاحب اور مولوی سید محمد رضوی صاحب کے عقیدہ کی دبی ہوئی چنگاری بھڑک اُٹھی۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ یہ حضرات قائل ہو چکے تھے لیکن اظہار کی جرأت نہیں تھی۔

اسی اثناء میں والد مرحوم کا مقدمہ بھی فیصلہ ہو گیا۔ اور ان کو باعزت اپنی جگہ پر پانچ روپیہ کی ترقی کے ساتھ واپس کر دیا گیا۔ حضرت میر صاحبؓ نے والد مرحوم کے پاس لکھا کہ سترہ یا ستر (مجھے یاد نہیں رہا) لوگوں کی بیعت کا خط حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ والد مرحوم نے اپنے ساتھ میرا نام بھی لکھا دیا تھا۔ واضح ہو کہ اس وقت

تک حیدر آباد میں جماعت قائم نہیں ہوئی تھی۔ نہ حضرت میر صاحب اور نہ رضوی صاحب کسی نے بیعت کی تھی۔ وہ لوگ تحقیقات میں لگے تھے۔ اس وقت میرے خیال اور اندازہ میں حیدر آباد دکن بلکہ ساری قلمرو میں صرف احمدی تھا۔

جن کا نام نامی حضرت میر مردان علی صاحب رضی اللہ عنہ تھا یہ بزرگ ۳۱۳ میں شامل ہیں۔ میں ان کو احمدیت سے بے تعلق سمجھتا تھا۔ کبھی جمعہ و جماعت میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ ایک دو بار والد مرحوم کے ساتھ میں اُن کے مکان پر گیا ہوں۔ جو چینچل یا چادر گھاٹ میں تھا۔ جس دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کی خبر آئی ہے اور سارے احباب حضرت میر صاحب کے مکان میں (جو پرانے پل کے نیچے والے محلّہ میں تھا۔ اور جو طغیانی میں بھر گیا تھا) جمع ہوئے حضرت میر مردان علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تھے۔ اس دن میں نے دیکھا کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کس قدر عشق ہے میں نے کسی باپ کو اپنے اکلوتے جوان بیٹے کے مرنے پر بھی اتنا روتے نہیں دیکھا حضرت مولوی ابو الحمید صاحب مرحوم بھی زار قطار روتے تھے چہرہ بالکل سرخ ہو گیا تھا۔

اب ناظرین فیصلہ کرسکتے ہیں کہ حضرت مولوی عبد الرحیم کٹکی رضی اللہ عنہ کا مقام حیدر آباد کی اشاعت احمدیت میں کیا ہے ہم تو ان کو بانئ جماعت اڑیسہ بانی جماعت دکن کہتے ہیں۔

الدلیل المحکم

حیدر آباد سے اپنے مستقر پر جاکر والد مرحوم نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام الدلیل المحکم علیٰ وفات المسیح ابن مریم۔ اس کا مسودہ حضرت میر صاحب قبلہ کے پاس حیدر آباد بھیجا گیا۔ مجھے یاد نہیں کہ کن وجوہ کی بناء پر اُسے بجائے حیدر آباد کے مطابع کے الحکم کے مطبع میں چھپوایا گیا۔ اور یہ پہلا لٹریچر تھا احمدیت کا جو دکن سے شائع ہوا۔ اس کے بعد اور بھی چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ اور رسالے مرحوم کے قلم سے نکلتے رہے۔ ایک رسالہ " صدریہ " لکھا جس میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے دلائل دیئے۔

معزولی

الدلیل المحکم کا شائع ہونا تھا کہ مخالفین کے کیمپ میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے فوراً ایک جلد مولوی حسین عطاء اللہ صاحب میر مجلس کے پاس بھیج دی۔ اور بتلایا کہ جسے آپ عالم باعمل سمجھتے تھے وہ یہ ہے مولوی حسین عطاء اللہ صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ نہ کیفیت طلب کی نہ کچھ تحقیقات کی۔ ایک دم سے معزولی کا حکم صادر فرمادیا والد مرحوم کو پھر حیدر آباد آنا پڑا۔ مہینہ بھر کے بعد مجھے بھی بلدہ میں بلالیا۔ ہمارے محسن رضوی صاحب کی کوشش سے والد مرحوم کو وکیل سلطان محمود صاحب کے پاس ٹیوشن مل گئی۔ ہم دونوں باپ بیٹوں کی رہائش اور خورش کے علاوہ دس روپے کلدار ملا کرتے تھے۔ وہ روپے وطن کو بھیج دیئے جاتے تھے ہمارے لئے پورا ایک سال سخت تکلیف کا تھا۔ مجھے حیرت ہے کہ میری والدہ ان دس روپوں میں اپنا اور چھ بچوں کا خرچ کس طرح چلاتی ہوں گی۔ ایک برس کی تگ و دو کے بعد ان کی بحالی ہوئی اور پانچ روپے کی تخفیف کے ساتھ بلدہ کے دفتر میں محاربہ نویس مقرر ہوئے۔ مجھے دار العلوم میں داخل کردیا گیا۔ چھ سات سال بلدہ کی جماعت کے سرگرم کارکن اور گرمجوش مناظر رہے۔ طغیانی کے بعد گھر آئے اور پھر واپسی کا نام نہیں لیا۔

(حیدر آباد میں احمدیت کی ابتدائی تاریخ حضرت مولوی سید عبد الرحیم صاحب کٹکی رضی اللہ عنہ کا مقام اشاعت احمدیت میں۔ از جناب سید عبد الحلیم صاحب کٹکی الحکم جلد ۴۲۔ ۲۸/ جون و ۷ جولائی ۱۹۳۹ء بحوالہ الحکم قادیان ۲۸ جون و ۷ جولائی ۱۹۳۹ء)

شائد مولوی سید عبد الرحیم صاحب رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا ہو گا کہ اب اس نور سے جو مجھے ملا ہے اپنے ہم وطنوں کو بھی منور کرنا چاہئے آپ غالباً ۱۸۹۹ء کے آخر میں یا ۱۹۰۰ء کے شروع میں اپنے وطن سونگڑہ تشریف لائے۔ اور ۳/ رمضان المبارک ۱۳۱۷ ہجری جمعہ کے دن جو اس رمضان کا پہلا جمعہ تھا ایک تقریر کی آپ کی نیکی تقویٰ وطہارت اور تبحر علمی کا اتنا اثر تھا کہ اس تقریر کے سنتے ہی پانچ سو سے زائد افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اور اس طرح ۳ رمضان المبارک ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۷ جنوری ۱۹۰۰ء اڑیسہ میں احمدیت کا قیام عمل میں آیا الحمد للہ۔

اس کی تصدیق حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کے اس خط سے ہوتی ہے جس کو آپ نے احباب سونگڑہ کے اقرار نامہ بیعت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں " گذارش " کے عنوان کے ساتھ لکھا تھا۔ وہ خط ذیل میں من وعن درج کیا جاتا ہے۔

گذارش

حاضر الوقت بندہ اثیم سید عبد الرحیم کٹکی نزیل حیدر آباد حضرت اقدس امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابرکت خدمت میں بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض ہے کہ رمضان اولیٰ میں ان لوگوں نے بطیب نفس اس عاجز کی تقریر پر بیعت کیلئے آمادگی ظاہر کی اگرچہ اس عاجز کی تحریک پر اہل چٹگو یہ ضلع حیدر آباد دکن کے ۱۷ مسلمان شرف بیعت سے مشرف ہوئے مگر یہاں کے لوگوں کے دلی جوش و مسرت کا اظہار احاطۂ بیان سے باہر ہے اکثر لوگ احوال حضرت اقدس سن کر زار زار روتے ہیں اور ملاقات کیلئے ایک تڑپ ان میں پائی جاتی ہے۔ غالباً چند آدمی عرصہ قریب میں شرف ملازمت و مکالمت سے بہرہ اندوز ہوں گے یقیناً یہ جوش حضرت اقدس کی توجہ و دُعا کا ثمرہ ہے۔ آئندہ جمعہ میں دوسرے محلوں کے لوگ جس قدر بیعت کیلئے مستعد ہوں گے اس کی ایک علیحدہ فہرست پیش خدمت ہوگی۔ ان لوگوں کی کمال آرزو ہے کہ قبول بیعت کا مژدہ زبان مبارک سے سنیں حضرت کی بندہ نوازی و کریمانہ اوصاف سے یہی امید قوی ہے۔ حضرت کا خادم اثیم سید عبد الرحیم (ضلع کٹک بنگال پوسٹ آفس صالح پور موضع کوسمبی) منقول از الحکم نمبر ۴/ جلد ۴۔ ۳۱ جنوری ۱۹۰۰ء۔ بحوالہ بدر یکم اپریل ۱۹۷۱ء (مختصر تاریخ جماعت احمدیہ سونگھڑہ)

۱۹۰۰ کے اہم واقعات کے سلسلہ میں مؤرخ احمدیت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"آغاز سال کے ساتھ ہی سلسلہ بیعت میں غیر معمولی ترقی کا آغاز ہوا رمضان المبارک میں ضلع کٹک سے حضرت مولوی سید عبد الرحیم صاحب کٹکی کی تبلیغ سے ۵۰۰ آدمیوں نے ایک ہی دن میں بیعت کا معروضہ حضرت اقدس کی خدمت میں حضرت مولوی سید عبد الرحیم کے ذریعہ ارسال کیا اور حضرت اقدس نے شرف قبولیت بخشا اڑیسہ کی جماعت اس وقت سے برابر ترقی کر رہی ہے اور اس جماعت میں شروع ہی سے گریجویٹ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد بھی شامل ہوتے آئے ہیں اور اس جماعت کے افراد نے قادیان آکر دینی تعلیم حاصل کی۔

(حیات احمد جلد پنجم صفحہ ۱۸۸ اطباعت ۱۹۵۴ء)

بیعت کرلینے کے بعد احباب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی تڑپ پیدا ہوئی اور اسی سال یعنی ۱۹۰۰ میں سات احباب پر مشتمل ایک قافلہ روانہ ہوا جو اڑیسہ سے قادیان جانے والا اولین قافلہ تھا یہ قافلہ قادیان پہنچا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کر کے کچھ دن صحبت اقدس سے فیضیاب ہو کر حضور کے صحابہ کرام میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی (الحمد للہ) وہ جملہ بزرگ جنہوں نے اسی قافلہ میں شامل ہو کر صحابہ کا شرف حاصل کیا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت مولوی سید عبد الرحیم صاحب ؓ
۲۔ حضرت مولوی سید سعید الدین صاحب ؓ
۳۔ حضرت مولوی سید احمد حسین صاحب ؓ
۴۔ حضرت منشی سید نیاز الدین صاحب ؓ
۵۔ حضرت مولوی سید عبد الستار صاحب ؓ
۶۔ حضرت منشی سید تفضل حسین صاحب ؓ
۷۔ حضرت منشی سید شفیق الدین صاحب ؓ

بعد ازاں پھر ایک قافلہ ۱۹۰۲ء میں روانہ ہوا جو تین احباب پر مشتمل تھا۔

۱۔ حضرت خاں صاحب مولوی سید ضیاء الحق صاحب رضی اللہ عنہ بی اے بی ٹی ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولز۔
۲۔ حضرت مولوی سید اکرام الدین صاحب ؓ
۳۔ حضرت منشی سید نیاز حسین صاحب ؓ

اس کے بعد تیسرا قافلہ جو ۱۹۰۳ء میں روانہ ہوا تین احباب پر مشتمل تھا جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت مولوی سید احمد حسین صاحب ؓ ان کو سب سے پہلے قافلے میں شمولیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہو چکا تھا پھر دوبارہ تشریف لے گئے تھے۔
۲۔ حضرت الحاج سید احمد علی صاحب ؓ۔
۳۔ حضرت مولوی سید اختر الدین صاحب ؓ

اس طرح یہ بارہ بزرگ تھے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سے ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

(از مختصر تاریخ جماعت احمدیہ سونگھڑہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۴ ستمبر ۱۹۴۱ء کو ایک نکاح کے خطبہ کے دوران فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے حیدر آباد میں ایک جماعت قائم کردی اور وہاں ایسے مخلص احباب پیدا ہوئے جنہوں نے احمدیت کیلئے بہت قربانیاں کی ہیں اور ایثار سے کام کیا وہاں جماعت مولوی محمد سعید صاحب کے ذریعہ قائم ہوئی اڑیسہ میں ایک گاؤں سونگڑہ سارے کا سارا احمدی ہے وہ بھی دراصل حیدر آباد کی ہی پیدا شدہ جماعت ہے سید عبد الرحیم صاحب وہاں کے رہنے والے حیدر آباد گئے تھے وہاں وہ مولوی محمد سعید صاحب سے ملے مولوی صاحب نے انہیں تبلیغ کی اور بعض کتابیں بھی دیں جن کے مطالعہ سے وہ احمدی ہو گئے اور پھر ان کے اثر کی وجہ سے یہ گاؤں سارا کا سارا احمدی ہو گیا۔

(الفضل ۵ نومبر ۱۹۴۱ء خطبات محمود جلد سوئم صفحہ ۵۳۲ تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۲۴۳)

حضرت مولوی سید عبد الرحیم صاحب کٹکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سونگھڑہ میں جماعت کے قیام کے بعد ایک مرتبہ اسی زمانہ میں جبکہ ابھی خدا کا مسیح بقید حیات موجود تھا کیرنگ ضلع پوری تشریف لے گئے اور گاؤں والوں کو تبلیغ کی احباب کیرنگ کے مطالبہ پر آپ نے حلفیہ بیان دیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اظہار کیا جس کے نتیجہ میں بارہ بزرگ اسی وقت بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے بعد میں عبد الرحمٰن صاحب کشمیری کی تبلیغ اور مساعی جمیلہ سے باقی ماندہ سارے لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ حضرت مولوی سید عبد الرحیم صاحب ؓ کے صاحبزادوں میں بڑے حضرت علامہ حکیم سید عبد الحلیم صاحب مرحوم تھے ان کی تاریخ ولادت یکم اپریل ۱۸۸۹ء اور تاریخ وفات ۲/ جون ۱۹۴۶ء ہے سلسلہ کے جید علماء و فضلا میں ان کا شمار تھا۔ ادیب و شاعر تھے۔ ان کے مضامین واشعار ریویو آف ریلیجنز اخبار "الحکم" اخبار "بدر" میں چھپتے رہے ہیں مارچ ۱۹۲۲ء کے ریویو آف ریلیجنز میں ایڈیٹر صاحب نے جن ادیبوں کے نام نامی واسماء گرامی کا تذکرہ کیا ہے ان میں مولانا عبد الحلیم صاحب کٹکی بھی شامل ہیں۔ غیر بھی ان کی علمی قابلیت کے معترف ومداح تھے۔ جب سونگھڑہ میں مخالفت کا زور تھا اور ہر احمدی کو سخت اذیت پہنچائی جاتی تھی ایسے وقت میں بھی غیر احمدی انہیں پالکی بھیج کر اپنی شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں بلاتے۔ آپ نے غیر احمدی علماء سے مناظرے بھی کئے

آپ کے ایک صاحبزادے مولوی سید عبد السلام صاحب مرحوم تھے ایک عرصہ تک قادیان دارالامان میں تعلیم پانے کے بعد ۱۹۱۹ میں مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ بلاد عربیہ و

(باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 10 دسمبر 98 کو مسجد فضل لندن میں درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر: ا۔ مکرم رشید احمد حیات صاحب آف ایسٹ لندن:۔ آپ ایک لمبی بیماری کے بعد 9.12.98 کو وفات پاگئے۔ بفضل خدا ان کا خاندان وسیع ہے۔ مسعود احمد حیات صاحب کے والد اور تاج دین اسلام آباد کے خسر ہیں مخلص فدائی احمدی تھے۔

نماز جنازہ غائب۔ (۱) مکرم ملک اعجاز احمد صاحب ولد مکرم ملک عنایت اللہ صاحب آف ڈھو ھکی گوجرانوالہ حال وزیر آباد یکم دسمبر 98 کو ایک شقی القلب نے فائر کر کے ان کی دوکان میں شہید کر دیا۔ شہید ایک فعال رکن تھے سیکرٹری تحریک جدید تھے۔ پہلے آپ قائد وزیر آباد شہر تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 50 سال تھی شادی شدہ تھے لیکن اولاد نہیں ہے۔

ان کی دوکان پر دو نوجوان آئے انہوں نے پوچھا کہ آپ ملک اعجاز ہیں۔ انہوں نے جواباً کہا کہ میں ہی ہوں۔ اس کے معاًبعد ایک نوجوان نے یکے بعد دیگر ریوالور سے تین فائر کر کے شہید کر دیا۔

(۲) محترم امام حقانی صاحب آف حافظ والا میانوالی۔

حضور انور ایدہ اللہ کے کالج کے زمانہ کے مخلص فدائی دوست جو اپنے اخلاص میں غیر معمولی ترقی پاگئے اور یہ تعلق بڑھتا ہی رہا ان کے بیٹے بھی مخلص احمدی ہیں علاقہ میں نیک اثر رکھتے ہیں۔ آپ نے 11.11.98 کو وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(۳) مکرم عبد الرشید شریف صاحب ایڈیشنل سیکرٹری صحت پنجاب ابن مولانا چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ فلسطین (برادر مکرم بشیر احمد شریف صاحب)

رات اپنے کارپٹ کے شوروم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان آدمیوں نے جو اپنے ہی ملازم معلوم ہوتے تھے گولیاں مار کر وہیں ختم کر دیا۔ رشید صاحب نے مقابلہ بھی کیا۔ ابھی تک پوری طرح حقیقت حال واضح نہیں ہوئی کہ قاتلوں کا یہ فعل صرف احمدیت دشمنی کی وجہ سے تھا یا کوئی اور وجہ تھی مزید تفتیش جاری ہے جس کا انتظار ہے۔

ایک المناک حادثہ

مورخہ ۹۸-۱۱-۲۰ کو خاکسار کے بیٹے عزیز ہمایوں کبیر کا قادیان سے بٹالہ بذریعہ سکوٹر جاتے ہوئے ایک بس کی ڈرائیور کی کھڑکی سے ٹکرانے کے باعث ایکسیڈنٹ ہو گیا اور موصوف سکوٹر سے گر کر بے ہوش ہو گئے قریب آدھا گھنٹہ بعد اطلاع ملنے پر چند غیر مسلم افراد بٹالہ ہسپتال لے گئے اس دوران گھر سے موصوف کی اہلیہ اور بہنوئی بھی بٹالہ پہنچ گئے بٹالہ میں ہڈیوں کے ماہر ڈاکٹر جناب جوہل صاحب نے ابتدائی مرہم پٹی کر کے امرتسر لے جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ عزیز کو امرتسر منی لال چوپڑہ ہسپتال لے جایا گیا وہاں اُن کی Scaning ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ سر پر شدید چوٹ آئی ہے اور ماتھے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ دوسرے روز لگا کہ عزیز کو قدرے ہوش آئی ہے لیکن وہ عارضی تھی مورخہ ۲۲۔ ۲۳ نومبر کی رات طبیعت بہت خراب رہی۔ اور امرتسر کے ڈاکٹروں نے بالآخر C.M.C لدھیانہ لے جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ مورخہ ۹۸-۱۱-۲۳ عزیز کو دن ۱۲ بجے امرتسر سے لدھیانہ بذریعہ ایمبولینس لے جایا جارہا تھا کہ راستہ میں لدھیانہ سے قریب ۱۰-۱۵ کلو میٹر پہلے موصوف کی وفات ہو گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

خاکسار کی ایک بیٹی امریکہ سے عزیز کے زخمی ہونے کے دوران مورخہ ۹۸-۱۱-۲۱ کو قادیان آگئی تھیں نیز دو بیٹیاں مورخہ ۹۸-۱۱-۲۳ کو وفات کے روز جرمنی و امریکہ سے قادیان پہنچ گئیں۔

مورخہ ۹۸-۱۱-۲۴ بعد نماز عصر احمدیہ گراؤنڈ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت قادیان نے مرحوم کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر کثرت سے احباب جماعت شریک ہوئے۔

مرحوم کی بیوہ کے علاوہ دو چھوٹے چھوٹے بیٹی اور بیٹا ہیں۔ خود میں بھی علیل ہوں اور کمزور ہوں نیز عزیز مرحوم کی والدہ بھی بہت کمزور اور بیمار رہتی ہیں۔ اتنا عظیم صدمہ محض اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی برداشت ہو سکتا ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہم سب کو صبرِ جمیل عطا کرے اور مرحوم کے اہل و عیال کا خود کفیل ہو۔ آمین

(ڈاکٹر غلام ربانی درویش قادیان)

محترم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے درویش سابق مبلغ سلسلہ وفات پاگئے

قارئین بدر کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے درویش سابق مبلغ سلسلہ و انچارج احمدیہ مرکزی لائبریری جلسہ سالانہ کے دوسرے روز ۲۶ر دسمبر کو دن کے ساڑھے دس بجے مختصر علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نیک مخلص فدائی اور واقف زندگی احمدی تھے۔ بطور مبلغ ھندوستان کے بہت سے شہروں و دیہاتوں میں خدمت سر انجام دینے کا موقع ملا۔ بالآخر انچارج احمدیہ مرکزی لائبریری کی خدمت سے ریٹائر ہوئے۔ تبلیغ اور دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا تہجد گزار اور پابند صوم و صلوٰۃ دُعا گو بزرگ تھے۔ تلاوت قرآن مجید کا بہت شوق تھا۔

آپ نے اپنے پیچھے دو بیٹے دو بیٹیاں اور بیوہ اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم مقبول احمد صاحب جرنلسٹ قادیان میں مقیم ہیں جبکہ چھوٹا بیٹا عزیز منصور احمد صاحب جاپان میں ہے بڑی بیٹی عزیزہ سلیمہ بھنو اور چھوٹی ڈاکٹر عطیۃ القدوس ہیں۔ بڑی بیٹی شادی شدہ ہے۔

آپ کی نماز جنازہ، جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے پڑھائی جس میں اہل قادیان کے علاوہ جلسہ میں تشریف لائے ہزاروں مہمانوں نے بھی شرکت کی۔ بعد تدفین محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے ہی قبر پر اجتماعی دُعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے اہل و عیال کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ان کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ)

افسوس! مکرم شریف احمد صاحب شیخوپوری درویش وفات پاگئے

افسوس مکرم شریف احمد صاحب شیخوپوری درویش ۲۲ر ۲۳ نومبر کی رات بعمر ۷۰ سال ہارٹ اٹیک کے سبب وفات پاگئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ چھ ماہ قبل بھی آپ کو دل کی تکلیف ہو گئی تھی اور احمدیہ ہسپتال میں داخل رہے۔ کچھ دن قبل لقوہ کی بھی شکایت ہو گئی تھی۔ مگر صحتیاب ہو گئے۔

مرحوم اپنے والد مکرم چوہدری حسن محمد صاحب ضلع شیخوپورہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ تقسیم ملک کے وقت اپنے والد کے کہنے پر حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر قادیان کے ۳۱۳ درویشان میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ بعد میں والد صاحب نے قادیان سے واپس آنے کیلئے کہا لیکن آپ نے قادیان سے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ اور تادم وفات یہیں رہے۔ زمانہ درویشی میں آپ بطور مالی بہشتی مقبرہ میں اور بطور باورچی لنگر خانہ میں خدمت بجالاتے رہے۔ زائد اوقات میں کھیتی باڑی کا کام بھی کرتے۔

مرحوم نہایت جفاکش زندہ دل اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ اپنے پیچھے پانچ بیٹے دو بیٹیاں اور ضعیف العمر کمزور بیوہ چھوڑی ہیں۔ ۲۴ نومبر کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی اور احمدیہ قبرستان میں امانتاً تدفین عمل میں آئی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور مقام قرب میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

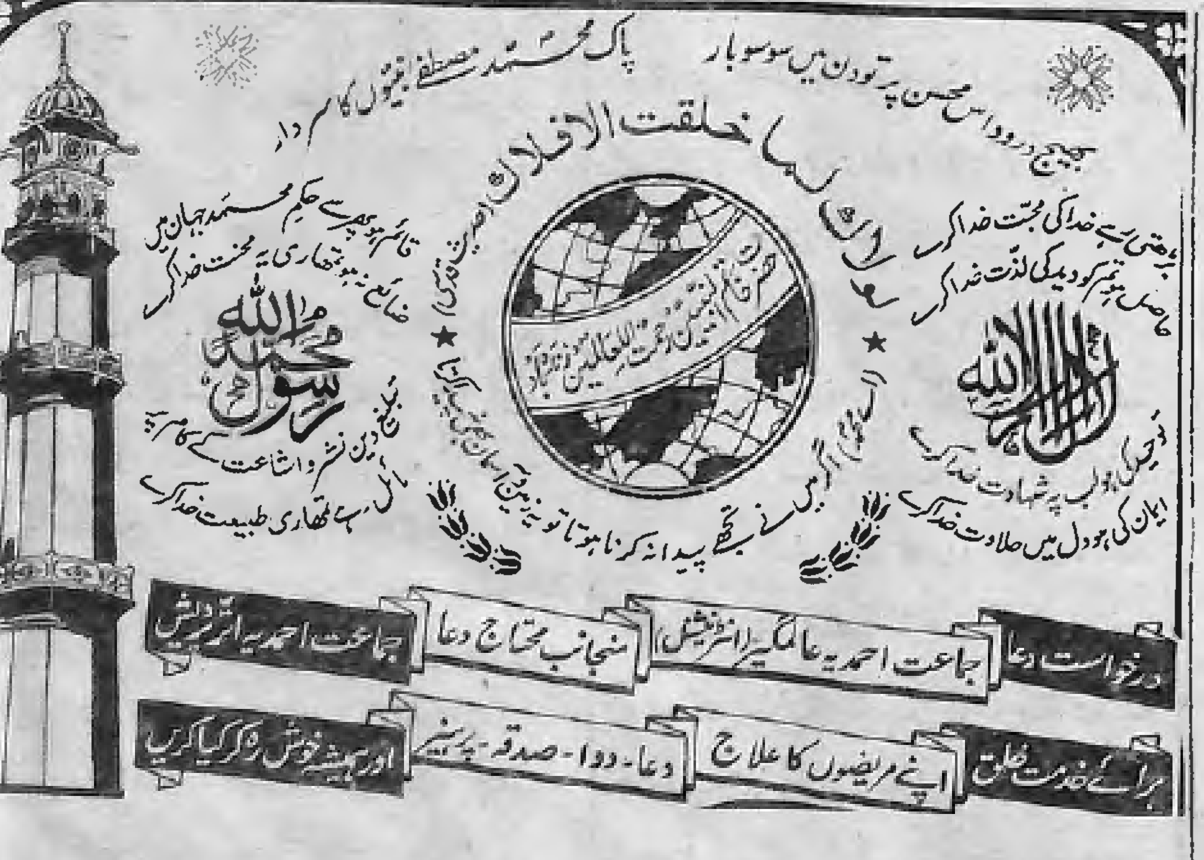

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 27-2185, 26-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 26-2096, 26-4696, 27-8749 FAX: ++91-33-26-9893

اعلان نکاح وتقریب رخصتانہ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے جلسہ سالانہ قادیان کے دوسرے دن مورخہ ۹۸-۱۲-۶ کو بعد نماز مغرب وعشاء مسجد اقصیٰ قادیان میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ احباب جماعت سے ان تمام رشتوں کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

● -مکرمہ سیدہ امۃ الجمیل صاحبہ بنت مکرم سید تنویر احمد صاحب ناظم وقف جدید قادیان کا نکاح مکرم سید مظہر احمد صاحب ابن مکرم سید ظفر احمد صاحب دہلی کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ ایک روپئے مہر پر قرار پایا ہے۔ (اعانت بدر -/۱۰۰)

● -مکرمہ نصرت جہاں قانتہ بنت مکرم مظفر احمد صاحب فضل ساکن قادیان کا نکاح مکرم شوکت اللہ جینا صاحب ابن مکرم رحمت اللہ صاحب جینا ساکن یادگیر کے ساتھ مبلغ (اٹھارہ ہزار ایک صد اکاون روپے) -/۱۸،۱۵۱ روپے حق مہر پر قرار پایا ہے۔ (اعانت بدر -/۵۰)

● -مکرمہ کوثر جہاں بیگم صاحبہ بنت مکرم محمد عبدالحفیظ صاحب ساکن چنتہ کنٹہ کا نکاح مکرم محمد عبدالعلیم صاحب ابن مکرم محمد عبدالعظیم صاحب ساکن عثمان آباد کے ساتھ مبلغ پندرہ ہزار روپئے حق مہر پر قرار پایا ہے۔ (اعانت بدر -/۲۵)

● -مکرمہ نزہت بیگم صاحبہ بنت مکرم محمد عبدالکریم صاحب ساکن چنتہ کنٹہ کا نکاح مکرم خلیل اللہ شریف صاحب ابن مکرم قاسم شریف صاحب ساکن محبوب نگر کے ساتھ مبلغ (اٹھارہ ہزار چار صد روپئے) ۱۸،۴۰۰ روپئے حق مہر پر قرار پایا ہے۔ (اعانت بدر -/۲۵)

● -مکرمہ نسیم بانو صاحبہ بنت مکرم قاسم شریف صاحب ساکن محبوب نگر کا نکاح مکرم محمد اعظم صاحب ابن مکرم محمد ابوبکر صاحب ساکن محبوب نگر کے ساتھ مبلغ (سات ہزار ایک صد روپے) ۷،۱۰۰ روپئے حق مہر پر قرار پایا ہے۔ (-/۲۵ روپئے)

● -مکرمہ امۃ الودود حمیدہ صاحبہ بنت مکرم ارشاد حسین صاحب ساکن حیدر آباد کا نکاح مکرم سید اسحاق احمد صاحب ابن مکرم سید محمد ادریس صاحب ساکن حیدر آباد کے ساتھ مبلغ ستائیس ہزار روپئے (۲۷۰۰۰ روپئے) حق مہر پر قرار دیا ہے۔ (اعانت -/۱۰۰)

● -مورخہ ۹۸-۱۰-۲۵ کو عزیزہ سلمہ سلطانہ بنت ایم کے محی الدین صاحب آف مرکرہ کا نکاح عزیز اکمل پاشاہ ابن رفیق احمد صاحب ساکن شموگہ کے ساتھ مبلغ پندرہ ہزار روپئے حق مہر کے عوض مکرم سی پی محی الدین صاحب معلم مرکرہ نے پڑھایا۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (اعانت بدر ۵۰ روپے)

● -مورخہ ۹۸-۱۱-۱۵ کو خاکسار نے عزیزہ سیدہ راضیہ بیگم صاحبہ بنت مکرم سید خلیل احمد صاحب مرحوم آف شموگہ کا نکاح مکرم ایم شریف احمد صاحب ابن مکرم عبدالرحمٰن صاحب مرحوم آف سوروب کے ساتھ مبلغ اکیس ہزار روپئے حق مہر کے عوض شموگہ میں پڑھایا۔ اسی دن تقریب رخصتانہ ہوئی۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (صغیر احمد طاہر مبلغ سلسلہ شموگہ) (اعانت بدر -/۲۰۰)

● مکرمہ سیدہ رفعت ستارہ صاحبہ بنت مکرم سید عبدالعزیز صاحب ساکن خانپور ملکی بہار کا نکاح مکرم محمد جلال الدین شمس ابن مکرم محمد فیروز الدین انور صاحب ساکن کلکتہ کے ساتھ مبلغ اکیس ہزار روپئے (۲۱۰۰۰ روپئے) حق مہر پر قرار پایا ہے۔ تمام احباب سے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (منیجر بدر)

(اعانت بدر ۲۰۰ روپئے)

● ۱۱ راکتوبر ۱۹۹۸ء کو مسماۃ طاہرہ فرحت بنت محمد رشید احمد صاحب چندہ پور کا نکاح مکرم ظفر اللہ صاحب ولد محمد معین الدین صاحب وڈمان اور ناظمہ آفرین صاحبہ بنت محمد معین الدین صاحب وڈمان کا نکاح محمد ذکاء اللہ صاحب ولد محمد رشید احمد صاحب چندہ پور کے ساتھ مکرم پی عبدالناصر صاحب مبلغ سلسلہ چندا پور نے پڑھایا۔ ان رشتوں کے ہرجہت سے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (اعانت بدر -/۵۰)

(غلام محمد صدر جماعت احمدیہ چندہ پور کاماریڈی)

● مورخہ ۹۸-۱۲-۸ کو سرفراز احمد صاحب ہاشمی ابن مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی کا نکاح امۃ المنیر صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب ایم-اے-ایل-ایل-بی آف حیدر آباد کے ساتھ اکاون ہزار روپئے (۵۱۰۰۰ روپئے) حق مہر پر مکرم محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بعد نماز مغرب وعشاء پڑھایا تمام درویشان قادیان واحباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ یہ رشتہ دونوں خاندانوں اور اسلام و احمدیت کیلئے باعث برکت ہو۔ (اعانت بدر -/۱۰۰) (منیجر بدر قادیان)

● مورخہ 13.11.98 کو رضوان احمد غوری ابن منور احمد صاحب غوری کا نکاح انیسہ سلطانہ بنت مصلح الدین پاشو فلک نما حیدر آباد کے ساتھ بعوض 15100 روپے حق مہر پر مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج آندھرا نے گارڈن پلازا میں پڑھا۔ (منیجر بدر)

● مکرم نصیر احمد صاحب ابن مکرم مبشر احمد صاحب امروہہ یوپی کا نکاح عمرانہ پروین بنت محمد وسیم صاحب آف امروہہ یوپی کے ساتھ مبلغ 10.000 حق مہر پر مسجد اقصیٰ میں مورخہ 6.12.98 کو صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے پڑھایا۔ احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (منیجر بدر)

● خاکسارہ کی بیٹی رقیہ مسعود بنت مکرم مسعود احمد صاحب مرحوم شموگہ کا نکاح مکرم نثار احمد صاحب آف کالا بن (جموں) سے دس ہزار روپے کے عوض محترم حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت نے مسجد اقصیٰ قادیان میں مورخہ 8.12.98 کو پڑھایا۔ احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 50 روپے۔ (مبارکہ بیگم مودھا)

● میری بیٹی شوکت پروین کا نکاح 3.6.98 کو مسجد یادگیر میں مکرم مولوی نذر الاسلام صاحب نے مکرم سید مظفر احمد شاہ ابن مکرم مولوی سید منظور احمد شاہ صاحب درویش مرحوم کے ساتھ مبلغ 30,000 ہزار حق مہر پر پڑھا بعد نکاح خاکسار کے مکان پر رخصتی عمل میں آئی۔ دُعا امیر صاحب یادگیر نے کروائی احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (بشیر احمد گلبرگی)

● خاکسار نے مورخہ 14 نومبر 98 کو مکرم محمد صالح صاحب ابن مکرم نور محمد صاحب آف مسکر ا یوپی کا نکاح عزیزہ ساجدہ بیگم بنت مکرم محمد سعید صاحب صدیقی آف کانپور کے ساتھ مبلغ 11,000 ہزار روپے حق مہر پر بمقام چمن گنج پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ دونوں فریقین کیلئے یہ رشتہ خیر وبرکت کا موجب بنائے۔ اعانت بدر 50 روپے۔ (مبشر احمد بدر مبلغ کانپور۔ یوپی)

ولادت

★ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 20.9.98 کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت نو مولود کا نام چوہدری سرفراز احمد طاہر تجویز فرمایا ہے نو مولود چوہدری جسونت سنگھ آف میوہ موانہ کا پوتا اور مکرم سلیم احمد صاحب آف انبیٹہ یوپی کا نواسہ ہے احباب جماعت سے صحت وسلامتی درازی عمر اور خادم دین بننے کی درخواست دُعا ہے۔ (چوہدری ارشاد احمد بکو معلم وقف جدید بیرون حال کرناٹک)

★ مکرم مولوی مظہر وسیم صاحب مبلغ سلسلہ لکھنؤ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 4.9.98 کو ایک بیٹے کے بعد پہلی بیٹی سے نوازہ ہے نو مولودہ کا نام طیبہ وسیم تجویز کیا گیا ہے۔ بچی کے نیک خادمہ دین اور خاندان کیلئے قرۃ العین ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 50 روپے۔ (منیجر بدر)

☆ خاکسار کی بیٹی عزیزہ قانتہ صدیقہ سلمہا کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیوں کے بعد بیٹا اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام عمیر احمد رکھا ہے۔ اسے وقف نو میں شامل کرنے کی درخواست کی گئی ہے نو مولو کی صحت وسلامتی نیک اور خادم دین بننے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(ملک صلاح الدین ایم اے قادیان)

☆ مکرم ارشد اللہ بیگ آف حیدر آباد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 23.10.98 کو دوسری لڑکی سے نوازا ہے نو مولودہ مکرم احمد اللہ بیگ کی پوتی اور مکرم عبدالحمید صاحب انصاری کی نواسی ہے حضور انور نے ازراہ شفقت خولہ راحت نام تجویز کیا ہے احباب جماعت سے زچہ بچہ کی صحت وسلامتی درازی عمر کیلئے درخواست دُعا ہے۔

☆ مکرم عبدالرفیع صاحب آف فلک نما حیدر آباد کو اللہ تعالیٰ نے 15.10.98 کو بیٹے سے نوازہ ہے احباب جماعت سے نو مولود کے نیک وصالح ہونے درازی عمر کیلئے درخواست دُعا ہے۔

☆ مکرم حلال احمد صاحب نوجوان آف مدراس کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 1.11.98 کو پہلی بیٹی سے نوازہ ہے۔ احباب جماعت سے زچہ بچہ کی صحت وسلامتی درازی عمر کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

☆ مکرم ضیاء الدین صاحب ابن مکرم محمد بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 27.11.98 کو پہلی بیٹی سے نوازہ ہے۔ نو مولودہ کی صحت وسلامتی اور خاندان کے کاروبار میں نمایاں ترقی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (منیجر بدر)

بقیہ صفحہ : (۹)

لندن کے ساتھ ساتھ پنجاب یونیورسٹی میں مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ کچھ عرصہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان میں معلم بھی رہے۔ جب آپ اپنے وطن سونگھڑہ لوٹے تو گورنمنٹ ہائی سکول میں بطور ہیڈ مولوی مقرر ہوئے اچھے مناظر اور اعلیٰ درجہ کے مقرر تھے۔ مرحوم کو سیدنا حضرت امیر المومنین سے بیحد عشق ومحبت تھی چنانچہ ایک دفعہ آپ نے مدرسہ احمدیہ قادیان میں اپنے زمانہ طالب علمی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے نہایت رقت آمیز لہجہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور کے پاؤں دبانے کی سعادت حاصل کرنے کا واقعہ بیان کیا اور آب دیدہ ہو کر کہا کہ یہ محض میرے مولیٰ کا ہی فضل تھا کہ اس نے ایسا موقع فراہم کیا ورنہ عبدالسلام کہاں اور مصلح موعود کہاں آپ کی تاریخ وفات ۱۹۵۷ ہے۔

("سید عبدالسلام صاحب مرحوم آف اڑیسہ کا ذکر خیر" از مکرم سید موسیٰ صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ)

آپ کے ایک صاحبزادے مولوی سید محمد احمد صاحب نے مدرسہ احمدیہ قادیان میں کچھ سال تعلیم حاصل کی علالت کے باعث تعلیم چھوڑ کر واپس وطن آنا پڑا سرکاری اسکول میں مولوی مقرر ہوئے لمبی عمر پائی۔ لمبے عرصہ تک صوبائی امیر اڑیسہ رہے۔ نہایت منکسر المزاج عبادت گذار صاحب کشف والہام تھے اڑیہ زبان میں چھوٹی چھوٹی تبلیغی کتب آپ نے لکھی ہیں۔ آپ کے تینوں صاحبزادے اپنے والد کے ساتھ محلہ کو کبھی میں مدفون ہیں۔ آپ کی تاریخ وفات ۱۹۷۲-۱-۹ ہے۔ سید عبدالحلیم صاحبؓ کے نواسے سید محمد سرور شاہ صاحب حضور کے منشاء سے مرکز احمدیت قادیان میں خدمات بجالارہے ہیں۔ مولوی سید عبدالسلام صاحب مرحوم کے دو پوتے مکرم سید تنویر احمد صاحب اور مکرم سید داؤد احمد صاحب قادیان میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

(091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

Vol - 47 Thursday, 31Dec1998 Issue No : 53

صدقۃ الفطر - اور عید فنڈ

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا سا حکم ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں۔ حقیقت میں بہت اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ جن کی بجاآوری اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور عدم بجاآوری خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث، ہو سکتی ہے۔ اسی قسم کے اسلامی احکام میں سے (جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں) ایک اہم حکم صدقۃ الفطر سے تعلق رکھتا ہے۔ جو تمام مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر (خواہ وہ کسی بھی حیثیت کے ہوں) فرض ہے جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو۔ اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کیلئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ بلکہ معتبر روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔ صدقۃ الفطر کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کیلئے ایک صاع عربی پیمانہ مقرر کی ہے جو قریباً اڑھائی کلو کے ہم وزن ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے چونکہ آجکل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں بھی ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ قادیان اور اس کے گرد و نواح میں چونکہ ایک صاع غلہ کی اوسط قیمت ۔/۱۴ روپے بنتی ہے اس لئے پنجاب کیلئے صدقۃ الفطر کی پوری شرح ۔/۱۴ روپے مقرر کی گئی ہے۔ صدقۃ الفطر کی ادئیگی عید الفطر سے کم از کم پانچ روز پہلے ہو جانی چاہئے۔ تاکہ بیوگان، یتامیٰ اور نادار مستحقین کی اس رقم سے بروقت امداد کی جاسکے۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جاسکتی ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ ہوں وہ ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوائیں۔ یاد رہے کہ صدقۃ الفطر کی رقم دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔

عید فنڈ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے ہر کمانے والے فرد کیلئے کم از کم ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے۔ اب جبکہ روپیہ کی قیمت کئی گنا گر چکی ہے احباب جماعت کو چاہئے کہ اپنے عید کے اخراجات میں کفایت کرتے ہوئے اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصولی ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب کو اس ضروری فریضہ کی ادائیگی کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ناظر بیت المال آمد قادیان)

صدقات

سے متعلق

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک اہم ارشاد

ماہ رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں بکثرت صدقہ و خیرات کرنا بھی سنت نبوی ہے۔ اسلئے ذیل میں صدقات کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اہم ارشاد درج کیا جاتا ہے کہ احباب جماعت اس طوعی نیکی کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائیں۔ حضورؓ نے فرمایا:

”خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا ہے خدا تعالیٰ سے دُعائیں، کرتے رہو کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اسکا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جہاں دُعائیں نہیں پہنچتی وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے“۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں حائل روکاوٹوں کے پیش نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ حضور اقدسؓ کے ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کر دے۔ رمضان المبارک کے مقدس ایام صدقہ خیرات کیلئے خاص ہیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ ان مقدس ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے انتہا صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے اور آپ کا ہاتھ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتا تھا۔ پس احباب جماعت کو چاہئے کہ وہ سنت نبوی کے تابع ان بابرکت ایام میں حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنے کو اپنا معمول بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس طوعی نیکی کو اپنی جناب میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین (ناظر بیت المال آمد قادیان)

ہفتہ تبلیغ کالیکٹ کیرلہ

ہفتہ تبلیغ کیرالہ طول و عرض کی تمام جماعتوں میں بفضلہٖ تعالیٰ نہایت شاندار اور مفید رنگ میں منانے کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

15 نومبر 98 کی صبح 9 بجے اس ہفتہ کا افتتاح خاکسار کی زیر صدارت ایک مختصر اجلاس میں محترم اے پی کنجا مو صاحب امیر جماعت احمدیہ کی افتتاحی تقریر کے ساتھ ہوا۔ جلسہ میں خاکسار اور محترم مولانا محمد ابو الوفا صاحب اور مکرم مولوی محمد یوسف صاحب نے دعوۃ الی اللہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد کثیر تعداد میں حاضر احباب جماعت کو 22 گروپوں میں تقسیم کر کے ایک نظام کے تحت شہر کے مختلف اطراف میں لٹریچر کے ساتھ بھیجا گیا۔ خدا کے فضل سے شام تک نہایت وسیع پیمانے پر تقسیم لٹریچر تبادلہ خیالات وغیرہ ہوتے رہے اس کے بعد روزانہ یہ سلسلہ جاری رہا۔ مختلف مقامات میں بک سٹال لگائے گئے علاوہ ازیں 15 تا 19 نومبر روزانہ شام کو جیپ میں تقسیم لٹریچر کے علاوہ Street Lectures ہوئیں۔

20-21 اور 22 کو مسلمانوں کے محلہ Idiyankara میں اجلاسات منعقد ہوئے۔

20 نومبر کو شام 6.30 بجے زیر صدارت محترم امیر صاحب منعقدہ اجلاس میں مکرم ای طاہر صاحب اور خاکسار نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقریریں کیں 21 نومبر کو مکرم مولوی محمد یوسف صاحب کی زیر صدارت مکرم مولوی محمود احمد صاحب نے تقریر کی 22 نومبر کو محترم امیر صاحب کی زیر صدارت مکرم اے ایم سلیم صاحب اور مکرم مولوی محمد یوسف صاحب نے تقریر کی۔

یوم التبلیغ میں صبح 4.30 بجے نماز تہجد کے ساتھ پروگراموں کا آغاز ہوا صبح 8.30 بجے سب کو ناشتہ دیا گیا 9 بجے تا 9.05 اجتماعی دعا ہوئی اس کے بعد سب احباب اور مستورات مختلف گروہوں میں تقسیم لٹریچر کیلئے نکلے خدا کے فضل سے اس ہفتہ میں -/13000 روپے کی کتب و لٹریچر فروخت ہوئیں۔

کینانور سٹی:۔ خدا کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کینانور سٹی میں بھی اچھے رنگ میں ہفتہ تبلیغ منایا گیا۔

22 نومبر کو صبح 4.30 بجے خاکسار نے نماز تہجد پڑھائی۔ فجر کی نماز سے قبل مختصر طور پر دعوت الی اللہ کی اہمیت کے بارے میں روشنی ڈالتے ہوئے تقریر کی صبح 9 بجے سے قبل مسجد احباب و مستورات سے بھر گئی تھی خاکسار نے اجتماعی دعا کروائی اس کے بعد احباب و مستورات نے مختلف گروہوں میں دو بجے تک لٹریچر تقسیم کیا۔

اس دن شام کو پانچ بجے مقامی ہائی سکول کے ہال میں زیر صدارت مکرم جناب این عبد الرحیم صاحب صدر جماعت ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم ایم عبد الرحمٰن صاحب مکرم ای طاہر صاحب اور خاکسار نے عقائد احمدیت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ یہ جلسہ ساڑھے آٹھ بجے خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ تقریروں کے دوران مخالف نوجوانوں کی طرف سے ہائی سکول ہال میں بہت زور زور سے پتھراؤ کیا گیا لیکن کسی کو کوئی پتھر نہیں لگا۔ پولیس کی موجودگی کی وجہ سے مخالفوں کو اپنی مکر و تدبیر میں کامیابی نہیں ہوئی۔ خدا کے فضل سے ہمارے احباب و مستورات نے بہت صبر و سکون اور ہمت کا مظاہرہ کیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس مخالفت کو قبول احمدیت کا ذریعہ بنا دے۔ آمین۔

ایک ضروری بات یہ تحریر ہے کہ چند ماہ قبل بمقام Edappal مچھیروں کے ایک سردار نے خاکسار کے ذریعہ بیعت کی تھی بیعت کے بعد ہی یہ تبلیغی کاموں میں منہمک ہوتے رہے نظارت کی طرف سے منعقدہ ہفتہ تبلیغ کے اختتام پر مورخہ 22 نومبر کو صبح نو بجے کی اجتماعی دعا سے قبل انہوں نے درخواست کی کہ آجکل مچھلیوں کی آمد نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس وجہ سے تمام مچھیرے بہت پریشان ہیں اس لئے دعا کی جائے چنانچہ سب نے دعا کی۔

اس کے بعد دو تین روز کے بعد انہوں نے آکر بتایا کہ کل کے دن خدا تعالیٰ نے اتنی کثرت سے مچھلی عطا فرمائی کہ ایک ہی دن 85000 روپے کی مچھلی فروخت ہوئی ہے یہ Edappal کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے کہ اس کثرت سے مچھلی خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے فالحمدللہ علیٰ ذالک (محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163